

حاضر و ناظر رسول ﷺ

مُصَنَّف

علامہ محمد رفیع الدین صاحب دہلی دارالعلوم دیوبند

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز

حاضر و ناظر رسول ﷺ

مُصَنِّف

شیر اہل سنت و مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عنایت اللہ قادری (سائیکہ)

تحقیق و ترتیب:

ڈاکٹر محسن احمد ساقی



نورِ رضویہ پبلیکیشنز
۱۱۔ منج بخش روڈ لاہور
© 042-7313885

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف علامہ مفتی محمد عنایت اللہ
تحقیق و ترتیب ڈاکٹر محمود احمد ساقی
بار اول مارچ 2003ء
تعداد 1100
طابع سید شجاعت رسول شاہ قادری
مطبع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور
ناشر نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
قیمت 75 روپے

ملنے کا پتہ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ-A فیصل آباد فون: 626046

فہرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵	انتساب	۱
۹	چند معروف و معتبر حروف	۲
۲۲	پہچان	۳
۳۵	قرآن میں شانِ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم	۴
	قرآن اور	۵
۶۷	حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم	
	عقیدہ حاضر و ناظر کی تفہیم	۶
۸۲	کے لیے مقدمات	
۹۲	حاضر و ناظر کے لیے دلائلِ نقیہ	۷
۱۵۱	حاضر و ناظر کے لیے دلائلِ عقلیہ	۸
۱۸۵	امام ابن قیم حنبلی کا عقیدہ	۹
۱۹۸	تاثرات	۱۰

انتساب

جلیل القدر اساتذہ کرام

والد گرامی علامہ مفتی بشیر احمد قادری بھنڈ در ضلع شیخوپورہ، ابوالبیات مولانا
سعید احمد مجددی، مولانا محمد نواز ظفر، مولانا نور الحسن تنویر چشتی جامعہ نقشبندیہ گوجرانوالہ
مولانا سعید احمد فیصل آباد، استاد العلماء مولانا ذریہ احمد سکھیکے منڈی ضلع گوجرانوالہ
استاد العلماء مولانا نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، استاد العلماء مولانا محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ، استاد العلماء
علامہ محمد ذوالفقار علی رضوی جامعہ نقشبندیہ رضویہ سانگلہ ہل۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد
طاہر قادری، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، مولانا محمد اشرف جلالی، مفتی محمد خان
قادری، مولانا ظہور الہی ملک، علامہ محمد ارشد نقشبندی، مولانا محمد صادق قریشی
مولانا سید غلام مصطفیٰ عقیل شاہ بخاری، مفتی عبدالقیوم خان، پروفیسر محمد صدیق قمر،
شیخ الحدیث مولانا محمد مزاج الاسلام جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن، شیخ الحدیث مولانا علیہ لطف
مجددی، مفتی گل احمد عتیق اور استاذ العلماء مولانا علی احمد سندیلوی

کے نام

جنہوں نے ایک جاہل کو علم و عرفان کے روشنی بخشے۔

محمود احمد ساقی

تأثرات

لفظوں کی حرمت کا پابانہ!

مادیت پرستم کے بڑھتے ہوئے تیز طوفان نے ہمارے دین اور علم و دیوان کو بڑی طرح متاثر کیا ہے۔ کتاب نگاری کے عمل میں یہ صورتحال مزید پریشانہ کئے ہے۔ آج معیار کے جگہ مقدار نے لے لے ہے۔ راتوں رات مشہور ہونے کے جنون میں مبتلا بعض مصنفین یہ حقیقت بھی فراموش کر چکے ہیں کہ کتابوں کا بڑھتا ہوا سکورا کثراوقات محض اخبار کے ایک خبر ثابت ہوتا ہے جس کے عمر صرف ایک دلف ہوئے ہے۔ تھ آسان اور سہل پسندی نے ہمارے مذہبی لکھاریوں کے اذہان پر عبود طاری کر رکھا ہے۔ حالت یہ ہے کہ دس مختلف مصنفین کے کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک ہی کتاب پڑھی ہو گویا

مگر شعر ہوتے ہیں میر کے سارے

ایسے حالات میں۔ مصنف ایسا بھی ہے جس نے دین و دار میں کو دکانداری پر ترجیح دی ہے اور قلم کی حرمت کو پامال ہونے سے بچانے کے کامیاب کوشش کی ہے۔ وہ لفظوں کی حرمت کا پابانہ ہے اور اس نے اسلام کے نام پر سچ اور جھوٹ کو نہ لاپلا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کے کبھی کوشش نہیں کی۔ اس کے شخصیت اور فکر میں فاصلہ نہیں ہے۔ وہ جو سوچتا ہے پوری دیانت داری سے سپرد قلم کر دیتا ہے۔ جوش اور ہوش کا خوب صورت امتزاج رکھنے والا

یہ مجاہد قلم کار ڈاکٹر محمود احمد ساقی ہے۔ جس کے محبت اور قابلیت کے میرے طرح
بہت سے لوگ معترف ہیں۔

میرے خیال میں ڈاکٹر محمود ساقی نے رب العلیہ سے کسی موقع پر اپنے
لیے یہ دعا ضرور کہہ ہوگی کہ

” صاف لہجہ مجھے دے، سادہ بیان مجھے دے
اور یہ دعا کچھ اس انداز میں قبول ہو کہ آج اس مانوس شخص کو سننے
اور پڑھنے کو بے ساختہ مجھے چاہتا ہے۔“

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر محمود احمد ساقی کے ہر کتاب کا بوجہ ریگستان میں
تازہ ہوا کا جھونکا ہے۔

”حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ مناظر اسلام حضرت
علامہ مفتی محمد عنایت اللہ جیسے باطلہ شکن شخصیت کے عظیم تصنیف ہے۔ یہ
کے ترتیب و تحقیق کا اعزاز ڈاکٹر محمود احمد ساقی کو حاصل ہوا ہے۔ یہ ان کے
عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علم دوستی کا واضح ثبوت ہے۔ کتاب میں موضوع
کے مناسبت سے حضرت امام قزوینی، حضرت امام ابن قیم حنبلی، حضرت امام
شعرانی شافعی، حجت الاسلام حضرت امام غزالی، مکالمہ قاری اور حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی کے عقائد و دلائل بے مثال ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ کتاب کے اشاعت کے بعد عوام الناس بالخصوص علم
ذوق رکھنے والے حضرات کو اس اہم ترین موضوع کو سمجھنے میں آسان ہوگا۔
میں ڈاکٹر محمود احمد ساقی کو ایک اور کامیاب علم کو شش پر مبارک پیشہ
کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چند معروف و معتبر حروف

۱۹۹۲ء میں مناظر اسلام علامہ مفتی محمد عنایت اللہ قادری علیہ الرحمہ کے مناظروں کو ترتیب دے کر "تاریخی مناظرے" کے نام سے شائع کیا۔ فقیر کو حیرت کیساتھ خوشی بھی ہے کہ میری اس ادنیٰ سی کوشش کو اہل سنت کے بزرگوں نے پسند فرمایا۔ مناظر اسلام کے بعض تلامذہ نے اپنی یادوں پر مشتمل خطوط لکھے اور مولانا کی دوسری کتابوں کو شائع کرنے کی ترغیب دی۔

جن بزرگوں نے شفقت فرمائی ان میں سرفہرست حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ ہیں۔ فرماتے ہیں :

"مولانا عنایت اللہ سے میرا تعلق امرتسر سے قائم تھا۔ مولانا نے امرتسر میں جو مدرسہ جامعہ حنفیہ غوثیہ کے نام سے قائم کیا تھا اس کے معاونین میں میں اور میرے کئی دوست شامل تھے۔ پاکستان میں بھی ملاقات و محبت قائم رہی۔ مولانا کے امرتسر میں بھی کئی مناظرے ہوئے جن میں میں بھی شریک ہوا تھا۔"

مخدوم اہل سنت مولانا عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی میرے لیے اور مجھ کے لیے تحریک دنیا کے راہ نور دوں کے لیے بہت بڑا سہارا ہیں۔ ان کی شفقت و محبت علماء اسلام کی سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ آپ نہ صرف لکھنے کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ

وقت ہر شفقت کے لیے تیار رہتے ہیں۔

انہوں نے "تاریخی مناظرے" کو شائع کرنے پر نہ صرف مبارکباد دی بلکہ اسے اور میری دیگر کتب کی اپنے مکتبہ قادریہ کے ذریعہ تقسیم کا اہتمام بھی فرمایا۔
کراچی سے ابوالبلیان مولانا محمد جمیل الرحمن سعیدی صاحب اپنے خط میں فرماتے ہیں :

بخدمت اقدس محترم و مکرم جناب ڈاکٹر محمود احمد صاحب ساقی مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

بعد تسلیم خیریت مطلوب و موجود۔ صورت مراسلہ یہ ہے کہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۶ کو لاہور سے کتب خانہ قادریہ پر تاریخی مناظرے دیکھی۔ فوراً خریدی۔ کراچی پہنچ کر مطالعہ کے لیے اٹھائی تو ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی۔ آپ کی یہ حسین کاوش لائق صد تحسین ہے جس سے عوام مناظر اسلام کے کار ہائے نیاں سے محفوظ و مستفید ہوں گے۔ اس کتاب کی ترتیب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں نے عرصہ قبل ایک ٹوٹا پھوٹا سوانحی مضمون لکھا تھا اور ایک مضمون آپ کے شاگرد مولانا سیالوی لے لکھوایا تھا جو میری فائل میں موجود ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو ارسال کر دیے جائیں۔ موزوں جگہ طبع ہو سکیں گے۔ آج کل میں حضرت غزالیؒ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر مضامین و تاثرات جمع کر رہا ہوں جو ضخیم سوانحی کتاب کے پروگرام کے لیے زیر ترتیب ہیں۔ اگر آپ کے پاس ذخیرہ معلومات میں علامہ کاظمی صاحب سے متعلق کچھ ہو تو ضرور تاثرات کے ہمراہ تحریر کر کے عنایت فرمائیں تاکہ کلاس کی زیب و زینت میں اضافہ کا سبب ہو۔ تمام مخلصین کی خدمت میں ماوجب السلام

مولانا محمد عیسیٰ الرحمن سعیدی کا ارسال کردہ مضمون پیش خدمت ہے۔

فیضِ درجتِ پیرِ طریقت حامیِ سنتِ حامیِ بدعت
حضرت علامہ محمد عنایت اللہ صاحبِ قادیا رضوی رحمۃ اللہ علیہ سالکِ ہل دالے

از غلام قمر الدین چشتی سیالوی مدرس دارالعلوم امجدیہ کراچی

عرض حال

ناچیز کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت موصوف کے حضور زانوئے تلمذتہ کئے اور ظاہری و باطنی فیض و برکت سے اپنا حصہ حاصل کیا اور اس شرف پر نازاں ہوں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے بارے میں کچھ تحریر کرنا یہ مجھ جیسے ناکارہ انسان کے بس ہے باہر ہے چونکہ عزیزِ مولانا حافظ قاری محمد عیسیٰ الرحمن سعیدی صاحب کے پیہم اصرار پر چند سطور سپردِ قلم کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مقبول فرمائے آمین!

حضرت علامہ کی خدمت میں حاضری

میری یاد کے مطابق ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے جب میرے استاذی المکرم قبلہ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ سالکِ ہل میں بحیثیت صدر مدرس کے خدمات انجام دیتے تھے تو میں اپنے دیگر ساتھی جناب صاحبزادہ محمد مکرم الدین صاحب مردلوی اور جناب علامہ عبدالرحیم صاحب بغرض تعلیم سالکِ ہل حاضر ہوئے۔ قبل ازیں ہم نے آستانہ عالیہ مکان شریف کفری دادی سون سکیم میں ہدایۃ النخوت تک تعلیم حاصل کی تھی چونکہ حضرت علامہ علیہ الرحمہ کو نا تبلیغی دورہ اور محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں مصروف رہتے تھے اس لیے جمعۃ المبارک میں زیارت نصیب ہوتی تھی اور کبھی کبھی وقت ملنے پر آپ دارالعلوم میں تشریف لاتے تو طلباء کرام سے زیر اسباق کتب اور فنون کے بارے میں سوالات دریافت فرماتے تھے اور حضرت کو درسی کتب پر کافی عبور تھا اور درسیات آپ کو از بر تھیں بنا بریں طلباء اور مدرسین آپ کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے طلباء کے ساتھ آپ کی شفقت قابل دید ہوتی۔ آپ انہیں حصول علم کے لیے کوشاں رہنے کی تاکید نہ فرمایا کرتے تھے۔ دارالعلوم کے سالانہ و ششماہی امتحان آپ خود لیا کرتے۔ اچھے نمبر پانے والوں کو انعام اور حوصلہ افزائی سے نوازتے۔

طلباء کے ساتھ محبت

حضرت علامہ اپنے اساذ محترم حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ مبارک کے مطابق طلباء کو لفظ "مولانا" سے مخاطب فرماتے تھے۔ اور طالب علم کی بہت افزائی فرماتے تھے۔ اور حصول تعلیم کے لیے محنت و لگن سے کام لینے کی تاکید فرماتے تھے۔ بندہ نے ایک بار کمزوری حافظہ کی شکایت کی تو حضرت نے درود تنجیسا ہر روز صبح کی نماز کے بعد پانچ بار پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس کی بہت فضیلت بیان فرمائی۔

زہد و تقویٰ

حضرت علامہ علیہ الرحمۃ اپنے مسلک اہل سنت و جماعت (بریلوی) کے سختی سے پابند تھے اور آپ بموجب فرمایا کرتے تھے کہ آج سے ڈیڑھ دو سو سال پہلے تمام مسلمانوں کا یہی مسلک و عقیدہ تھا اور انگریزوں نے مسلمانوں میں تفرقہ کاری بیج بویا۔ اور بزرگان دین کی محبت و عقیدت ختم کرنے کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ حضور پُر نور

شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بے ادبی اور گستاخی کو دین اسلام کہا جانے لگا اور کچھ بد بخت قرآن و حدیث اور علم دین اس لیے حاصل کر رہے ہیں کہ حضور کی تنقیص شان کو (العیاذ باللہ) کامل توحید و ایمان بیان کرتے ہیں۔ حضرت علامہ علیہ الرحمۃ کی ساری زندگی منکرین ختم نبوت اور منکرین شان رسالت منکرین شان صحابہ اور منکرین شان ولایت کے رد میں گزری اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی آپ کا معمول تھا۔ اور سفر و حضر میں آپ نے کبھی سنت نماز بھی نہیں چھوڑی اور نماز باجماعت ادا کرنے کا معمول تھا۔ بد مذہب سے ہاتھ ملانا بھی گوارا نہ تھا۔ اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت اور تمام اولیاء کاملین سے دلی لگاؤ تھا۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر کا معمول ہے کہ جس علاقہ میں حاضر ہوتا ہوں اس علاقہ کے اولیاء کاملین کی خدمت میں نذر فاتحہ پیش کرتا ہوں اور ان کے تصرف کا متمنی ہوتا ہوں۔

تبلیغی خدمات

حضرت علامہ علیہ الرحمۃ جب بمبلی شریف سے فارغ التحصیل ہوئے تو کچھ عرصہ وہاں اور پھر داتا گنگر لاہور میں مرکز علم و فن حزب الاحناف میں تدریسی خدمات سر انجام دیں اور پھر رفتہ رفتہ سلسلہ تقاریر پڑھا۔ اور سالانہ جلسہ شیخوپورہ میں حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر تشریف لائے۔ اور اس پیاسی سرزمین کو خوب سیراب فرمایا اور خدمت دین میں وہ کاروائیئے نمایاں انجام دیئے کہ قیامت تک جامع مسجد کے فلک بوس مینار بھی گواہ ہیں اور جامع مسجد کے ساتھ دینی علوم کا مرکز جامعہ نقشبندیہ رضویہ بھی قائم فرمایا۔ اتنے مختصر عرصہ میں ایسی عظیم الشان مسجد و مدرسہ کا پایہ تکمیل تک پہنچانا آپ ہی کا خاصہ ہے اور روزمرہ تقاریر کا سلسلہ جو دیہاتوں، قریوں اور گاؤں تک پھیلا ہوا تھا اس میں لاکھوں مسلمانوں

کے ایمانوں کو بچتے اور مذہب حقہ پر قائم و دائم فرمایا بلکہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے مدلل اور باحوالہ وعظ و نصیحت سے کئی گم کردہ راہِ راست پر آگئے۔ کافی لوگوں کو سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت بھی فرمایا۔

شرف شاگردی

بندہ کی کتب جب انتہا کو پہنچیں تو تقریباً ۴۵-۱۹۶۴ء کو ہدایہ شریف بطور شفقت اپنے پاس رکھ لی۔ اور اس طرح ناچیز کو شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ اور چونکہ حضرت اکثر باہر رہتے تھے مگر بے اوقات جلدی واپس ہوتے اور ناچیز کو اسباق پڑھاتے اور کبھی کبھی اپنے ہمراہ سفر میں بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ بڑی محنت سے سبق پڑھاتے تھے اور مجھے بھی اس پر فخر ہے کہ حضور کے خوشہ چینوں میں ہمارا بھی شمار ہے۔

(اسی زمانے میں "المقیاس" لاہور، "السعيد" ملتان اور پندرہ روزہ "طوفان" بھی زیر مطالعہ رہے جن میں پرہیزگاری اور احسن پیرایے میں مسلک حق اہل سنت و جماعت کی خوب خوب ترجمانی ہوتی۔ مؤخر الذکر دونوں رسالے عزرائیٰ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی میں جاری تھے۔ پھر "طوفان" واقعی طوفان تھا جس نے شورش زدہ چٹانوں کو ہلاک رکھ دیا۔ تھا اور جب "چٹان" کے شمارے مذہبی منافرت پھیلا رہے تھے اور مخالفین پاکستان احراری دلیو بندی کی شہ پر سب و شتم میں پیش پیش تھے اس وقت پندرہ روزہ "طوفان" نے ٹٹ کر مقابلہ کیا اور ترکی بہ ترکی جواب دینے میں اس محاذ پر امیر البیان ہرڑی نے نظم و نثر کی ذمہ داری خوب انجام دی۔ (محمد جمیل الرحمن سعیدی)۔

اہم واقعہ

ایک بار نارو والی ضلع گجرات میں جلسہ میں تشریف لے گئے۔ ناچیز بھی ہمراہ تھا۔

ایک صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میری بھینس تازہ تازہ دودھ والی ہے مگر دودھ دہنے نہیں دیتی اور اپنے بچے کو بھی دودھ نہیں پلاتی۔ براہ کرم کوئی تعویذ یاد فرمادیں تو آپ نے فوراً فرمایا کہ سات بڑے بڑے گستاخانِ رسول کریم کو خوب کوس کر اس کے کان میں پھونک دیں۔ انشاء اللہ پاؤں بھی نہیں اٹھائے گی۔ وہ آدمی بڑا حیران ہوا اور ہکا بکارہ گیا۔ آپ نے فرمایا پہلے جا کر عمل کریں اور پھر میرے پاس تشریف لادیں۔ میں وجہ بھی بدلیل بتا دوں گا۔ وہ آدمی گھر گیا اور عمل کیا۔ بھینس نے دودھ دے دیا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے خوشی کا اظہار کیا کہ کئی دن سے جس مصیبت میں گرفتار تھا وہ جلدی حل ہو گئی۔ مگر اس کی وجہ پوچھنے کی خواہش بھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ رب کے رسولؐ کے دشمنوں کو دشمن سمجھنے سے ان دشمنوں کا دوست شیطان بھاگ جاتا ہے اور بندہ کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔ جیسے سر میں درد ہو تو بعض بزرگانِ دین نے تعویذ فرمایا کہ فرعون 'شداد' مرود، ہامان، قارون وغیرہ نام لکھ کر ان کو جوتے مارنے سے سردرد غائب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کے دشمن ہیں اور یہ ہمارے نظریہ کی دلیل ہے۔

آخری ملاقات

راقم الحروف تقریباً سات سال تک سانگلہ ہل جامعہ ہذا میں تعلیم میں مصروف رہا۔ اور اختتامِ تعلیم پر سانگلہ ہل سے فارغ ہو کر ۱۹۶۶ء کو کراچی دارالعلوم امجدیہ برائے دورۂ حدیث حاضر ہو گیا۔ اور اس طرح حضرت سے دور ہو گیا۔ مگر روحانی طور پر تو ہر سنی مسلمان ان کا قریبی تھا۔ فراغت کے بعد کراچی میں ہی قیام پذیر ہوں۔ اسی جامعہ میں خدمات انجام دینے پر مامور ہوں۔ گزشتہ دو سال قبل جب حضرت کراچی تشریف لائے اور جامعہ امجدیہ میں زیارت نصیب ہوئی تو حضرت نے میرے

چہرے کو دیکھ کر فرمایا کہ "اوسے قمر تو بابا ہو گیا ہے"۔ کیونکہ چودہ سال کے بعد
 قدم بوسی حاصل ہوئی تھی۔ اور کراچی کی آب و ہوا نے میری داڑھی کے بالوں کو چاندی
 کی تاروں میں بدل دیا ہے۔ اس لیے حضرت نے ازراہِ تغنن یہ کلمات ارشاد فرمائے۔
 اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کی خدمات کو مقبول فرمائے اور مسلک حقہ کی
 خدمت کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ حضرت کے صاحبزادگان، شاگردان اور متعلقین
 کو نعمتِ دارین سے مالا مال فرمائے۔

(۱۵ مئی ۱۹۸۲ء مطابق ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ)

استاذِ محترم پروفیسر محمد صدیق قمر استاد گورنمنٹ ڈگری کالج عارفوالہ نے تو
 شفقتوں کی انتہا فرمادی۔ موصوف خود عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کے ماہر ترین
 استاد ہیں۔ اردو کے صاحبِ طرز نثر نگار اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ اقبالیات
 ان کا پسندیدہ مضمون ہے۔ اقبالی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ دو تین ایم۔ اے کر
 رکھے ہیں۔ آج کل پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے ہیں۔

مجھے یہ فخر ہے کہ میں نے اردو انگریزی اور فارسی ان سے جامعہ اسلامیہ
 منہاج القرآن میں پڑھی۔ اقبال کا فارسی کلام ان سے سبقاً پڑھنا بہت بڑی سعادت
 و خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔ اپنے خط میں فرماتے ہیں۔

ڈیر ڈاکٹر محمود احمد ساقی !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی تصنیف لطیف بعنوان "اسلامی عقائد"
 تاریخِ ترسیل سے دو ماہ بعد موصول ہوئی ہے۔ عصرِ حاضر میں ذہنی الجھنوں اور عقائدِ
 اسلامیہ کے باب میں پائی جانے والی تشکیک اور مغالطوں کے ازالہ و ابطال کے باب

میں تصنیف قابل قدر ہے۔ بعض جوابات تشنہ ہیں۔ آئندہ ایڈیشن میں امید ہے کہ یتشنگی بھی دور کر دی جائے گی۔ آپ کی دیگر اہم تصانیف سے ہمارا محروم رہنا میرے خیال میں آپ کو بھی اچھا نہیں لگے گا۔

آپ جیسے شاگرد اساتذہ کے لئے قابل فخر ہوتے ہیں اور میں بجا طور پر آپ پر فخر کر سکتا ہوں۔

ڈاکٹر غلام شبیر قادری کو بھی میری طرف سے مبارکباد دیں۔ اگرچہ آپ دونوں نے علامہ محمد احکام کی حکمتیں۔ موجودہ سائنس کی روشنی میں لکھ کر اسے لاہور تک محدود کر رکھا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کے درجات بلند فرمائیں اور آپ کے قلم میں زور اور برکت دیں۔

مولانا غلام مہر علی چشتی نے چشتیاں ضلع بہاولنگر سے اپنے خط میں اپنی یادداشتیں بھی تحریر فرمائیں۔ ساتھ اپنی کتاب "الیواقیت المہریہ" سے چند صفحات کی فوٹو کاپی ارسال فرمائی۔ آپ بھی پڑھ لیں۔

کوئی حوالہ یا نکتہ پیش کیا انہوں نے قبول فرمایا۔ چک ۱۵۱ ٹو۔ ایل ہارون آباد اور موضع جمیلہ بورے والا میں مسئلہ علم غیب اور مسئلہ دعا بعد الجنازہ میں انہوں نے مولوی شمس الدین گوجرانوالہ اور مولوی محمد یوسف رحمانی کو صریح شکست دی۔ چک ۱۵۱ ٹو ایل میں مسئلہ کفریات دیوبندیہ میں میں مناظر تھا وہ میرے معاون تھے۔ مولوی اشرف علی تنہا نوی کی عبارت "مناظر الایمان" جس میں اس نے کلمہ "ایسا" سے علم نبوی کو علم مجاہدین حیوانات سے تشبیہ دی ہے۔ دیوبندی مناظر سے ایک گھنٹہ بحث ہوتی رہی بالآخر اس عبارت کو کفریہ ہونے سے دیوبندی مناظر نہ بچا سکا تو راہ فرار اختیار کی۔ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب کے معلومات ایک بحرِ ناپید کنار تھے۔ افادہ استفادہ میں انہوں نے کبھی پہلو بچانے کی کوشش نہیں کی۔

وہ بہت محنت کرتے تھے۔ اور اسلوب و عظم میں وہ مسلک اہلسنت کی تہلیل قوت کو جاگر کرنے میں پوری قوت صرف کر دیتے تھے۔ ان کی محنت و مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ وہ ایک دفعہ سانگلہ سے چشتیاں میرے پاس صرف اس لیے تشریف لائے کہ مولوی صدیق حسن دہلوی کی کتاب حضرات البتلی صرف میرے پاس ہے اور اس میں حقیقہ محمدیہ کے حقائق عالم میں ساری دماغ و مناظر ہونے کی تصریح والی عبارت نقل کر کے تشریف لے گئے : فقط

بندہ غلام مہر علی چشتیاں شریف

۹۲ - ۴ - ۲۷

— عبارت "الواقیت المہربہ" —

ومن مشاہیر فضلائنا المناظر الجلیل والمفتی السلام
مولانا محمد عنایت اللہ خطیب المسجد الجامع بسانگلہ من
مضافات لاشپور ولد علامہ محمد عنایت اللہ ابن الصالح نواب

الدين بقريه هرد و بریار من مضافات شیخوپورہ سنۃ المیلادیہ
تسع عشرة بعد الالف وتسع مائة اخذ العلوم الابتدائية
عن الفاضل احمد الدين ببلدة سکھیکى والصرف والنحو عن
علامة العصر القاضى عبد البھمان بقصبہ علوی پور الشریف من
مضافات سیالکوٹ ثم الفقه والاصول عن العلامة شمس الدين
ببریلی الشریف ثم بعض العلوم فی مدرسة مزار العارف الخواجه
غلام فريد رحمه الله تعالى بکوٹ مٹھن الشریف من مضافات
ڈیرہ غازی خان ثم الحديث الشريف بدار العلوم منظر الاسلام
ببریلی الشریف عن المحدث الكبير والعارف الشهير مولانا
سردار احمد رحمه الله بانی دار العلوم منظر الاسلام بلالپور
وشرف عنه بسند الحديث وعمامة الفضيلة سنة الهجرة ثلاث
وستين بعد الالف وثلاثمائة ولعبد الفراغ عن العاوم تعين صدر
المدرسين بدار العلوم حزب الاحناف بلاهور فافاض العلوم فيها
مدة ثم درس العلوم زمانا بقصبہ شرقپور بمدرسه العارف
الشرقپوری رضی اللہ عنہ ثم اسس دار العلوم العظيمة ببلدة
امرتسر ثم هاجر سنة تقسيم الملك الى باكستان وتعين خطيب
المسجد الجامع ببلدة سانگلة المذكورة والى الآن يقيم ويفيض
العلوم فيها يعظ في اكناف الملك واشتهرت مواعظة في استيصال
فتن الخوارج الوهابية والديوبندية جمضا في قرية نمرة ^{۱۵۱}/_۲
من مضافات هارون آباد سنة الهجرة ثلاث وسبعين بعد
الالف وثلاثمائة في المناظرة المنعقدة بيننا وبين الديوبندية

فی مسئلۃ علم غیب النبی الکریم العلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
وعماراتہم الکفریۃ وكان دعا الیدیوبندیۃ مناظرہم المولوی
شمس الحق من بلدۃ گوجرانوالہ فناظرہ العلامۃ محمد عنایت اللہ
فی مسئلۃ العلم واثبتہ بالدلائل القاہرۃ ولطش علی شمس الحق لا
مفرلہ ولا مقروناظرت بمناظرہم فی عباداتہم الکفریۃ المنتہۃ
فی شان سید المرسلین فلما قمت للمناظرۃ وعرضت عبارتہم الکفریۃ
المندرجۃ فی رسالتہم حفظ الایمان للتمانوی فبہت الیدیوبندیۃ
وفروا من المناظرۃ بالفساد و من یضل اللہ فمالہ من ہاد۔

استاذی المکرم شیخ الحدیث مولانا معراج الاسلام مدظلہ العالی غریب خانے
پر تشریف لائے تو فرمانے لگے :
”سمجھ میں نہیں آتا تم ڈاکٹری، تدریس اور تصنیف و تالیف تینوں کام کیسے
کر لیتے ہو“

الحاج مولانا ابوداؤد صادق صاحب مدظلہ العالی اپنے خط میں تحریر فرماتے
ہیں :

عزیز القدر ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
”رضائے مصطفیٰ“ کے شمارے ارسال کئے جا رہے ہیں۔ آپ ان سے استفادہ
کر سکتے ہیں۔ مولانا معراج الاسلام صاحب کا ایڈریس درکار ہے۔
نامی کتاب کے بارے میں معلوم کر کے ارسال کریں کہ کس نے تحریر کی ہے !

فقط

ابوداؤد محمد صادق، گوجرانوالہ

”تاریخی مناظرے“ پر لوح و قلم کا تبصرہ !

(تبصرہ نگار سید شبیر حسین شاہ نقوی)

نام کتاب : تاریخی مناظرے
مصنف : مفتی محمد عنایت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ
مرتبہ : ڈاکٹر محمود احمد ساقی

قیمت : ۲۱ روپے

ناشر : مکتبہ اہلسنت جامعہ نقشبندیہ رضویہ سالنگہ ہل

ملنے کا پتہ : مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون

لوہاری گیٹ - لاہور -

۹۸ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ تحریر اہلسنت و جماعت کے ایک عظیم مبلغ مناظر اسلام حضرت علامہ محمد عنایت اللہ قادری کے احوال و آثار اور ان کے تاریخی مناظروں کا ایک عکس جمیل ہے۔ جسے منظر تحریر پر لانے میں جناب ڈاکٹر محمود احمد ساقی نے خاصی محنت کی ہے۔ علامہ مرحوم کے تحریری مناظروں کو مسلک اہلسنت کے محقق علماء سے حاصل کر کے برق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ ایک خوشنما سانچے میں ڈھال کر ایک دلچسپ تحریر کی صورت میں قارئین کے لیے پیش کر دیا ہے۔ ”تاریخی مناظرے“ حق و باطل میں فرق جاننے کے لیے ایک مفید آلہ ہے۔ مؤلف کتاب نے اپنے وضاحت میں لکھا ہے کہ ”تاریخی مناظرے“ طبع کروانے کا مقصد ایک علمی کام کی حفاظت ہے نہ کہ کسی کی دل آزاری ” اہلسنت کے عظیم محقق علامہ عبدالحکیم شرف قادری زید مجاہد نے کیا خوبصورت بات کہی ہے۔

”ہمارا مقصد ایسا لٹریچر تیار کرنا ہے جس سے عقائد کی درستی کے ساتھ ساتھ عمل کی اہمیت اجاگر ہو کیونکہ انسان کی دینی زندگی کو اگر ایک پرندہ قرار دیا جائے تو عقیدہ اوّل عمل دو پرہوں گے اور ظاہر ہے کہ ایک پر کے ساتھ پرواز کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔“

اس کے علاوہ بے شمار بزرگوں نے محبت کا اظہار فرمایا :

استاذ گرامی شیخ الحدیث مولانا عبداللطیف مجددی جامعہ نعیمیہ، لاہور - استاذ گرامی ابوالبیان مولانا سعید احمد مجددی گوجرانوالہ - مولانا محمد منشا تالبش قصوری، جامعہ نظامیہ لاہور - ڈاکٹر محمد حنیف مغل پورہ لاہور - ڈاکٹر احمد علی کولاجی، لاڑکانہ - مولانا منشا تالبش قصوری صاحب کا ارشاد تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک پر لکھو : حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت امید ہے ان کے لیے خوشی کا باعث ہوگی ۔

..

مناظر اسلام مولانا عنایت اللہ علیہ الرحمہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں ہر سال فاضل علماء کو تخصص کی غرض سے صحاح ستہ کے بارے میں تفصیلی درس دیا کرتے تھے جو کئی ہفتے جاری رہتا ۔

ان دروس کے تحریر کردہ حواشی کے فائل اور میری مطلوبہ کتب استاذ گرامی مولانا ذوالفقار علی رضوی مدظلہ العالی نے فیکہ عنایت فرما دیئے ہیں ۔ ہم اسے مرکز جامعہ اسلامیہ پاکستان کے فاضل اساتذہ برادرِ کرم علامہ حافظ مبشر احمد پروفیسر سہیل احمد قادری - ایم ۔ ایس ۔ سی ریاضی ، ابن مسعود پر تحقیقی کام کر رہے ہیں ۔ امید ہے جلد ہی یہ سلسلہ "تقادیب بخاری" کے نام سے اشاعت پذیر ہو کر آپ تک پہنچے گا ۔

"حاضر و ناظر رسول" کی برکت سے "مرکزی مجلس احناف" کا قیام عمل میں آیا ہے ۔ اسی کے زیرِ اہتمام میری کتاب "ورود سلام کی سوغاتیوں القول البدیع" طبع ہو چکی ہے ۔ موجودہ کتاب کی اشاعت میں میرے بڑے بھائی علامہ حافظ مبشر احمد

ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ فاروقیہ، اور شیخ ساجد صاحب ساکنہ ہل کی معاونت
 فرما رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دین و دنیا کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔
 میرا "تاریخی مناظرے"، حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تقاریر بنجاری کا
 نائع کرنا فقط اس لیے ہے تاکہ مناظر اسلام جیسی مہستی کا کام آپ تک پہنچ جائے
 کیونکہ

مولانا عنایت اللہ علیہ الرحمہ، میری اور آپ کی تاریخ کا نام ہے۔ یہ
 سلسلہ تاریخ مناظر اسلام سے شروع ہو کر امام احمد رضا خان قادری
 سے ہوتا ہوا علامہ فضل حق خیر آبادی تک پہنچتا ہے۔ یہ سلسلہ
 مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔ آپ کو بھی ہونا چاہیے۔ یہ میری
 خواہش ہے۔ کیونکہ

بے جام و سبو کوٹی ملائی نہیں رہتا
 بے حلقہ رنداں کوٹی ساتی نہیں رہتا
 جو قوم بھلا دیتی ہے تاریخ کو اپنے سے
 اس قوم کا جغرافیہ باقی نہیں رہتا

فقط

محمود احمد ساتی

پہچان

عرض ساقی

میں نے دنیا کی ایک اعلیٰ حکمت سے خبر پائی ہے۔ خبر خیال، خوش اندیشی اور خیر طلبی کے اسرار و رموز اس میں پہنچا ہوں۔ کچھ توشہ تمہاری شنوائیوں اور بینائیوں کے درمیان بانٹنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس حکمت سے معنی اور بیان کی وہ دولت پائی ہے جو ذہن کی تربیت اور روح کی خوش حالی میں تمہارے کام آئے گی۔

اس توشے سے روح اور دماغ کو جلا بخشو۔ شعور کو بچلگی دو۔ میں نے اس نادر حکمت سے تمہارے وجود کے باطن اور ظاہر کے لیے جو کچھ کسب کیا ہے وہ یہ ہے کہ صبح اور شام کی جس گامزنی سے "بد مذہب" ہو جانے کا ڈر ہو اس کے حق میں اپنے گھٹنوں کو شل جانو۔ بد مذہبی کی دلدل کی طرف بڑھنے سے زندگی بھر ایک پتھر کی طرح بے جنبش رہنا کہیں بہتر ہے۔ اس بات کو مت جھٹلاؤ کہ کچھ لوگ لفظ مصلحت کی آڑے کہ بد مذہبوں کے ساتھ ملنے چلنے کو تحفظ دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ ملتے ہیں اور اپنے اس گھناؤنے فعل سے بد مذہبی کی دلدلوں کے سفر ثابت ہوتے ہیں۔ کوئی انہیں مذہبی جرائم پیشہ کہے یا دلدلوں کے سفیر — بات ایک ہی ہے صرف لفظ مختلف ہیں۔ کردار ایک ہی ہے۔ بقول شخصے سے

قافلے دلدلوں میں جا ٹھہرے رہنما اب بھی رہنما ٹھہرے

کیا ایسا نہیں ہے! بڑے دکھ کی بات ہے اور اسے بڑے دکھ کے ساتھ کہنا اور سننا چاہیے کہ ایسا ہی تو ہے۔ تم اس جھوٹ کی دلدل کی طرف کب تک بڑھتے

رہو گے۔ آخر کب تک؟ اس مصلحت پر لعنت بھیجو اور سچ جہاں بھی ہو اس تک پہنچنے کے لیے دل اور جاں سے گزر جاؤ۔ سچ کا آغاز بڑا ہی جان لیوا ہوتا ہے۔ اس میں مغز اذیت ناک سوزش سے دہکنے لگتا ہے۔ تلوے آبلے اگلنے لگتے ہیں۔ اور ستانے کی ایک گھڑی بھی نصیب نہیں ہوتی۔

اگر مسافر نے اس دہکتی اور تپتی ہوئی اذیت کو سہارا لیا تو جان لو کہ وہ اسی لمحے انجام تک پہنچ گیا۔ ایک ایسے فرخندہ و فیروز مندانہ انجام تک جسے دیکھنے والے اور اس کے بارے میں سننے والے وہ لوگ بھی جن کی زندگی پر ہمیشہ رشک کیا جاتا رہا ہو اپنی ساری زندگی اس انجام پر رشک کرتے ہوئے گزار دیں۔

اس انجام کے مستحق کو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

- ۱۔ ہر روز بڑے موقف نئی ترامیم کے ساتھ سے فراغت۔
- ۲۔ قائدین کی خوشامدانہ ڈیوٹی سے فراغت۔
- ۳۔ ایک جھوٹ نبھانے کے لیے جھوٹ درجہ بھٹ سے رہائی۔
- ۴۔ کسی کی مجددیت کے لیے بنیاد فراہم کرنے سے چھٹکارا۔
- ۵۔ اس کے نزدیک فرشتہ ہمیشہ فرشتہ اور شیطان ہمیشہ شیطان رہتا ہے۔
- ۶۔ تاویلوں سے رہائی۔

تم میں سے بہت سے لوگ شاید یہ جانتا چاہیں گے کہ سچ آخر ہے کیا؟ سچی بات یہ ہے کہ میں یہ بتانے سے یکسر قاصر اور عاجز ہوں کہ سچ کیا ہے! اس لیے کہ شاید سچ کو جانا نہیں جاسکتا۔ پر ایک عجیب بات ہے کہ اسے ہر آن اور ہر ساعت پہچانا جاسکتا ہے۔ اور پہچانا گیا ہے۔ پہچانا جاتا ہے۔ کیا یہاں میں ایک بات کہوں؟ کہو کہ ہاں۔ وہ بات یہ ہے کہ جاننے میں اتنی بھلائی نہیں ہے جتنی بھلائی پہچاننے میں ہے۔ پھر یہ کہ جاننے میں بہت سی شرطیں ہیں۔ بہت سی رکاوٹیں۔

شرطیں۔ اس کے لیے بہت سے دنیوی ہنر سیکھنے پڑتے ہیں اور بہت وقت لگانا پڑتا ہے۔ جو ضائع بھی جاسکتا ہے۔ جاننا ایک پیشہ ہے اور پیشہ تو پیشہ ہی ہوتا ہے وہ بیٹھے بیٹھے تو نہیں آجاتا۔

اب رہا پہچاننا تو وہ کوئی "پیشہ" نہیں ہے۔ وہ تو آنکھ کی معنی شناسی کا معاملہ ہے۔ سو میں تم سے جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے اندر انسانوں اور "شیطانوں" کی پہچان پیدا کرو کہ پہچان ہی دل اور دانا کی جان ہے اور وہ انسانوں کے کچھ خاص گروہوں کی میراث نہیں ہے۔

سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ پہچان سے کام لو۔ مذہبی جرائم پیشہ افراد کو رہبر نہ سمجھو۔ انہیں اپنا دوست نہ سمجھو۔ یہ لوگ اپنے سوا سب کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ اسی میں ان کا عیش اور ان کی آسائش ہے۔ سو پہچان سے کام لو اور ان میں سے کسی کے بھی دھوکے میں نہ آؤ۔

پہچان

ان کو پہچان

یہ کون ہیں؟

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی بنی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور بنی تجویز کیا جائے"

(تخذیر الناس ص ۲۸)

اس عبارت کے مصنف کو پہچانیں؟

حالانکہ علامہ اقبال فرماتے ہیں :

رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب الیاد و سر آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دوکانِ آئینہ ساز میں !

❦

”دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم (سے) کے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں..... بالجمہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔“

(تصفیۃ العقائد ص ۲۲-۲۴)

اس عبارت کے مصنف و مصدق کو بھی پہچانیں !

❦

”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کون سی نص سے قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

(براہین قاطعہ ص ۵۵)

اس کو بھی پہچانیں !

❦

”الحاصل امکان کذب مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔..... پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیا کرام و علمائے عظام

کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔“

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱)

اس کو بھی پہچانیں۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریا طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔“

(حفظ الایمان ص ۱)

اس بد نیت کو بھی پہچانیں۔

ان کی پہچان ایک صاحب پہچان کی نظر سے۔
اقبال ان کی پہچان ان لفظوں میں کرتا ہے :

عجم ہمنوز نداند رُموزِ دین ورنہ
زدیو بند حسین احمد ایں چہ بواجبی ست!
سُرود بر سرِ منبرِ کلمت از وطن است
چہ بے خبثت ز مقامِ محمدِ عربی ست!

بمصطفیٰ برسائل خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست!

"هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على
دين كله لا يدل لكلمات الله وانا انزلناه قريبا من القاديات و
بالحق انزلناه" - "يا احمد انت مرادى ومعى عرسى كرامتك
بيدى انت وجيه فى حضرتى اخترتك لنفسى شاكى نجيب واجرك
قريب الارض والسما معك كما هو معى جرى الله فى حل الانبياء"
رازاله الادبام از غلام احمد قاديانى مطبع رياض سند

بار اول ۱۲۱۸ھ / ۱۸۹۱ء سے ۱۲۱۹ھ

(ترجمہ) خدا وہ قادر ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچائی دین دے کر بھیجا تاکہ
سب دینوں پر غالب کر دے (یہ وہ پیش گوئی ہے جو پہلے سے قرآن شریف میں انہی دنوں
کے لیے لکھی گئی) پھر اس کے بعد الہام کا ترجمہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ان وعدوں کو جو پہلے
سے اُن کی پاک کلام میں آچکے ہیں۔ کوئی بدل نہیں سکتا یعنی وہ ہرگز ٹل نہیں سکتے۔
اور پھر اس کے بعد فرمایا ہے کہ ہم نے اس معمو کو شروع اپنی نشان اور عجائبات کے
قادیان کے قریب اتارا۔ اور سچائی کے ساتھ اتارا۔ اے میرے احمد تجھے بشارت ہو
تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کا درخت ثابت اور مستحکم
کر دیا۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لیے چنا۔ تیری شان عجیب اور
تیرا اجر قریب ہے۔ تیرے ساتھ زمین اور آسمان ہے جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہے۔
تو خدا کا پہلوان ہے۔ نبیوں کے حلوں میں۔

— اس کو بھی پہچانیں!

ان لفظوں کی گندی قے — اور جگالی کرنے والے افراد پر
 امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری کا کفر کا فتویٰ ہے۔
 آپ کا اس فتویٰ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اہل دیوبند اپنے مولوی رشید احمد گنگوہی کو ہر جگہ
 حاضر ملتے ہیں!

مولوی رشید احمد کے مرنے کے بعد صدر دیوبند مولوی محمود الحسن نے اس
 کی موت پر ایک مرثیہ لکھا۔ جس کا ایک شعر حسب ذیل ہے:
 ے نظر سے ہو کے غائب دل میں لودہ بیٹھے ہیں
 دل و دیدہ کی جنگ باہمی مشکل ہے سلجھانی
 مولوی محمود الحسن صدر دیوبند کہتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نظر سے
 غائب ہو کر ہر دیوبندی عقیدہ والے دیوبندی کے دل میں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں۔
 لہذا دل اور آنکھوں کی لڑائی ہو رہی ہے۔ دل کہتا ہے مجھ میں رہے۔ آنکھیں کہتی
 ہیں نہیں مجھ میں بسو مہاراج۔ ان کی جنگ کا فیصلہ بڑا ہی مشکل ہو گیا ہے۔
 کیوں صاحب! مولوی رشید احمد گنگوہی کو صدر دیوبند محمود الحسن بحکم
 ہر دیوبندی کے دل میں حاضر و موجود مانا ہے یا نہیں؟ کیونکہ شعر میں وہ صفات
 بیان کی ہیں جو کہ جسم کی صفات (چھپے بیٹھے ہیں)۔ بیٹھنا جسم کی صفت ہے تو رشید احمد
 ہر دیوبندی کے پاس حاضر و موجود ہیں۔
 اگر مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر مانے تو تم کہتے ہو کہ کافر و مرتد ہو گیا۔

جو مولوی رشید احمد کو حاضر مانے وہ صدر دیوبند، محدث عالم علامہ ہو جائے بلکہ سارے کے سارے دیوبندی ہوں۔ ان پر قاضی خاں کا فتویٰ چسپاں نہیں ہوتا۔ فتویٰ صرف بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ماننے والے کے لیے ہے۔ تمہارے کانگریسی نہرو پرست علماء کے لیے نہیں ہے۔ معلوم نہیں تم لوگ اس فتوے سے کیسے بچ گئے۔

اگر تم ایک مولوی کو حاضر مان کر مسلمان ہی رہتے ہو تو ہم اہل سنت حضورؐ کو حاضر مان کر کیوں کافر ہونے لگے۔ یہ الزامی جواب ہے اور تحقیقی جواب آگے کتاب میں آ رہا ہے۔ پہچاننے کے بعد کچھ جانا بھی پسند کریں گے۔ یقیناً تو سنیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک پیر اپنے ہر مرید کے پاس ہر جگہ حاضر و موجود ہے

دیوبندیوں کے بڑے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے رسالہ "امداد لہلک" میں لکھتے ہیں:

"ہم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص دور است از روحانیت او دور نیست"

(ترجمہ) مرید یقین سے جانے کہ پیر کا روح ایک مکان میں بند نہیں ہوتا بلکہ ہر جگہ کہ مرید ہو دے، قریب ہو یا دور اگرچہ شیخ شخص سے دور ہوتا ہے مگر روحانیت شیخ سے دور نہیں ہوتا۔

کیوں بھئی دیوبندی صاحبان!

رشید احمد گنگوہی صاحب کا یہ فرمانا کہ پیر کی روح ہر مرید کے پاس ہر وقت حاضر و موجود رہتی ہے اگرچہ پیر کے کمر و دلوں مرید ہوں تو پیر کو ہر جگہ موجود

ہوگا یا نہ؟ ضرور ہوگا۔ کہیے پر ہر جگہ حاضر ہوئے۔
 کیوں صاحب کفر کا فتویٰ اب تو نہیں لگتا۔ تم لوگ پیروں کو حاضر مانو تمہاری
 توحید میں فرق نہ آئے۔ اگر اہل سنت نبی کریمؐ کو حاضر مانیں تو جھٹ کفر کا فتویٰ
 یاد آجاتا ہے۔

مولوی حسین احمد کانگریسی کا پیر کو حاضر جاننا! قاضی خان کا الزامی جواب

مولوی حسین احمد کانگریسی صدر دیوبند نے "الشہاب الثاقب"
 میں امداد السلوک "تصنیف رشید احمد گنگوہی کی مذکورہ عبارت کو نقل کر کے
 اپنی سنیت کا اظہار اور وہابیت کے دھبے کو دھونے کا عجب حیلہ سوچا ہے
 اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ ہم ایسے عقیدے والے ہیں کہ اپنے پیر کو ہر مرید کے
 ساتھ حاضر جانتے ہیں۔ ہم وہابی نہیں ہیں۔
 کیوں صاحب! صدر دیوبند نے پیر کو حاضر ماننا سنیت کی علامت لکھی
 ہے۔ اب بتائیے کہ قاضی خان کا فتویٰ کدھر گیا۔ کیا وہ فتویٰ صرف نبی کریمؐ کے
 حاضر و ناظر ماننے والوں کے لیے ہے۔

مولوی ظفر احمد عثمانی تھانوی کا اپنی مروتہ بیوی کو ہر دیوبندی کے پاس حاضر ماننا!!

دیوبندی اپنی عورتوں کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ رسالہ "ندائے صدم"
 کراچی ربیع الآخر ۱۳۸۵ھ کے صفحہ ۲۳ میں مولوی ظفر احمد مرید اشرف علی تھانوی

نے اپنی عورت کے مرنے پر مرثیہ عربی میں لکھا ہے جس کا ایک شعر حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

لا تبعدي فلانت بين قلوبنا

و صدورنا و عيوننا و رؤس

رتوبہ، اے بیگم تو ہم سے دور نہیں ہے تو تحقیق بلاشبہ ہمارے دلوں میں ہمارے سینوں میں ہماری آنکھوں، ہمارے سروں پر رہتی ہے۔

کیوں صاحب حضرات دیوبندیہ یہ شعر شرکیہ کفریہ تو نہیں ہے؟ کیا تمہارے مولوی فخر احمد عثمانی نے اپنی عورت کو تمام دیوبندیوں کے دلوں میں، سینوں میں، آنکھوں میں حاضر و موجود مانا ہے یا نہیں۔ کیا دیوبندی مولوی کی بیوی میں یہ قہر ہے کہ وہ ہر جگہ تمام دیوبند کے پاس ہر وقت حاضر و موجود رہے۔ دیوبندی کانگریسی ملاں عورت کو تو ہر جگہ حاضر و موجود مانے مگر اہل سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانے تو ان پر جھٹ فتویٰ دیوبندی ملاں سناتے ہیں مگر اپنے گھر کی خبر نہ لیں کیا صریح ظلم ہے۔





ایمان ہے ، قالِ مصطفائی
تہرآن ہے ، حالِ مصطفائی!

محبوبِ محبت کی ، ملک ہے اک
کونین ہیں ، مالِ مصطفائی!

اللہ نہ چھوٹے ، دستِ دل سے
وامانِ خیاںِ مصطفائی!

ہیں تیرے سپرد ، سب اُمیدیں
اے جود و نوالِ مصطفائی!

روشن کر قبر بے کسوں کی
اے شمعِ جمالِ مصطفائی!

قرآن میں

شانِ محبوبِ خدا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ کی سرتا بقدم ، شان ہیں یہ
ان سا نہیں انساں ، وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان ، بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے ، ”مری جان ہیں یہ“



عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

قبر میں لہرائیں گے تا حشر پشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

ہم بھکاری، وہ کریم، اُن کا خدا، اُن سے فزوں
اور نہ کہنا "نہیں" عادت، رسول اللہ کی

خاک ہو کر عشق میں، آرام سے سونا ملا
جان کی اکیر ہے، اُلفت رسول اللہ کی

اے رضا خود صاحبِ تہدّان ہے تدرّجِ حضر
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی؟

دستورِ اسلامی کی اولین شق اطاعتِ اللہ جل شانہ اور
اطاعتِ رسول اکرم ﷺ ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِيَ الْأَمْرِ
مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

☆ اے ایمان والو!

☆ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحبِ حکومت ہے ان کی بھی۔

☆ اگر کسی بت پر تم میں اختلاف پیدا ہو تو اس بارے میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

☆ یہی سب سے بہترین بت ہے اور یہی بہترین تلویل ہے۔

(النساء: ۵۹)



اللہ تعالیٰ نے اپنے واحد، یکتا اور لاشریک ہونے کا اعلان رسولِ اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک سے کروایا۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْهُ وَلَمْ يُولَدْ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

- اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم کہئے!
- ☆ وہ پاک ہستی جس کا نام اللہ ہے وہ ایک ہے۔
 - ☆ وہ اللہ برحق اور بے نیاز ہے۔
 - ☆ اس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ کسی نے اسے جنا ہے۔
 - ☆ اور اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔

(الاخلاص: ۱-۴)

درود شریف و عظیمہ خداوندی اور ملائکہ ہے اور مومنین کے لئے بھی درود شریف پڑھنے کا حکم ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○

”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسولِ اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی رسولِ اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو“

(الاحزاب: ۵۶)



اللہ ربُّ العزّت رسولِ اکرم ﷺ
کو اپنا تعارف کیسے کرواتا ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِذْ أُنْزِلَ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝

اے رسولِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم پڑھئے اپنے رب کے نام سے۔

(العلق ۱۴)

☆ ”رَبِّكَ“ کے لفظ سے اپنائیت اور پیار و محبت ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ اپنی نسبت رسولِ اکرم ﷺ کی طرف کرتا ہے۔

☆ اللہ ربُّ العزّت اپنے آپ کو پہلی وحی میں ربُّ العالمین یا ربُّ الٰہ نہیں کہتا بلکہ اپنا تعارف ”رَبِّكَ“ کے الفاظ سے کرواتا ہے۔ یہ رسولِ اکرم ﷺ کی عظمت کی عظیم دلیل ہے۔



اللہ تعالیٰ نے رسالت کا اعلان بھی رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے کروایا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ
مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ مَا فَاغَبُوا
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيُّ الْأَمِينُ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ
وَاتَّبَعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○

اے رسول اکرم صلی اللہ علیک وسلم!

☆ کہہ دیں کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف بھیجا ہوا رسول ہوں۔

☆ (اس اللہ کا رسول) جو آسمانوں اور زمین کا شہنشاہ ہے۔

☆ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

☆ وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔

☆ تو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول اکرم ﷺ پر جو (دنیاوی طور پر) لکھنا پڑھنا نہیں جانتے وہ خود اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔

☆ اور (تمہیں چاہئے کہ) تم رسول اکرم ﷺ کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

(الاعراف: ۱۵۸)

رسول اکرم ﷺ قانون سازی میں مطلق العنان ہیں وہ جو بھی حکم دیں اسے بلاچون و چرا تسلیم کرنا ہی کامل مومن ہونے کی نشانی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

☆ ”رسول اکرم ﷺ تمہیں جو بھی حکم دیں اس پر عمل پیرا رہو اور جس بات سے منع فرمائیں اس سے منع ہو جاؤ۔
☆ اور اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہا کرو“ بے شک اللہ تعالیٰ سخت پکڑ کرنے والا ہے۔“

(الحشر:۷)



رسول اکرم ﷺ کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ

”جو شخص رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرتا ہے۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔“

(النساء: ۸۰)



اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حق دار ہونے کے لئے رسول اکرم ﷺ
کی اطاعت لازمی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ أَقِمُْوا الصَّلَاةَ وَ آتُوا الزَّكَاةَ وَ اطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○

☆ ”اور نماز پڑھتے رہو۔

☆ اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

☆ اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

(النور: ۵۳)



رسول اکرم ﷺ کی اطاعت ایمان کی اولین شرط ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْ اَلْقُلُوبِ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

آپ صلی اللہ علیک وسلم کے پروردگار کی قسم!

☆ یہ لوگ اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں
میں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو منصف نہ بنائیں۔

☆ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) جو بھی فیصلہ صادر فرمائیں، اس پر اپنے دل
میں بھی ذرہ بھر تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اسے بخوشی و رضا تسلیم کریں۔“

(النساء: ۶۵)



رسول اکرم ﷺ کے فیصلہ کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو
کسی فیصلے کا اختیار نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا الْمُؤْمِنَاتِ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ
يَكُونُوا لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ
ضَلَّ سَبِيلًا مُبِينًا

☆ ”کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ جل
شأنہ اور رسول اکرم ﷺ ان کے کسی کام میں فیصلہ فرمادیں تو وہ سمجھیں کہ اس
کے بعد ان کو اپنے معاملہ میں کوئی اختیار ہے۔

☆ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی حکم عدولی کرے گا
وہ صریحاً ”گمراہی میں مبتلا ہو گا۔“

(الاحزاب: ۳۶)



اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کے شرکی قسم کھاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۚ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۚ

☆ ”مجھے اس شرکی قسم!

☆ کہ اے محبوبِ اکرم صلی اللہ علیک وسلم آپ اس شہر میں تشریف فرما

ہیں۔ ۚ وَابْدِءْ مَا وُلَدْتَ ۚ

☆ اور آپ کے والد کی قسم اور ان کی اولاد کی قسم۔“

(البلد: ۱-۲)



ایمان اس وقت تک قتل قبول نہیں جب تک رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت نہ کی جائے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكَنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ٥

”اے رسول اکرم صلی اللہ علیک وسلم! کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں ☆ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے خاندان کے افراد

☆ اور وہ مال جو تم کماتے ہو۔

☆ اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔

☆ اور تمہارے مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔

☆ (یہ سب) تم کو اللہ تعالیٰ اس کے رسول (ﷺ) نور اللہ کی راہ میں جہاد

کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو اس وقت کا انتظار کرو جب اللہ تعالیٰ اپنا حکم جاری

کردے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔“

(التوبہ: ۲۴)

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کریں گے وہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝

”جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔
☆ وہ (روزِ قیامت) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کیا ہے۔

☆ اور وہ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔
☆ ان لوگوں کی رفعت بہترین رفعت ہے۔

(النساء: ۶۹-۷۰)



اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے دعویداروں سے اس وقت محبت کرے گا جب وہ رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کریں گے اس صلہ اطاعت میں انہیں دوست رکھے گا اور ان کے گناہ بھی بخش دے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

”اے رسول اکرم صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں سے فرمادیجئے کہ

☆ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو۔

☆ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

☆ اور تمہاری خاطر تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا

مہربان ہے۔“

(آل عمران: ۳۱)



اللہ تعالیٰ نے گناہ گاروں کی بخشش کا اعلان رسول اکرم ﷺ کی
زبان مبارک سے کروایا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ
إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○

”اے رسول اکرم صلی اللہ علیک وسلم! لوگوں سے فرمادیں کہ
☆ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی
رحمت سے ناامید نہ ہوں۔

☆ اللہ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ تو ہے ہی بخشنے والا اور مہربان۔“
(الزمر: ۵۳)

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی بعثت کو مسلمانوں پر احسان عظیم سے تعبیر فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○

☆ ”اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ ان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

☆ جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔

☆ اور ان کو پاک کرتے ہیں۔

☆ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔

☆ اور دانائی کی باتیں بتاتے ہیں۔

☆ اور پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔“

(آل عمران: ۱۷۳)



اللہ تعالیٰ انبیاء کے اعمال و افعال پر رسولِ اکرم ﷺ کو گواہ بناتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝

- ☆ ”وہ ساعت کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے۔
- ☆ اور اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم! ہم آپ کو ان سب پر گواہ اور نمبین بنا کر لائیں گے۔“

(النساء: ۴۱)



اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو اپنے نام عطا فرمائے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ ○
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○

- ☆ ”لوگو! تمہارے پاس تم میں سے ہی رسولِ اکرم ﷺ تشریف لائے ہیں۔
- ☆ ان پر تمہاری تکلیف گراں گزرتی ہے۔
- ☆ وہ تمہاری بھلائی اور بہبود کے خواہش مند ہیں (اور) مومنوں کے لئے
- ”رؤف“ اور ”رحیم“ ہیں۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو (اے رسولِ اکرم صلی اللہ
- علیک وسلم!) ان سے کہہ دیں کہ
- ☆ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔
- ☆ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔
- ☆ اسی پر میں جھروسہ کرتا ہوں۔
- اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔“

(التوبہ: ۳۸-۳۹)



اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی رضا کی خاطر قبلہ تبدیل کر دیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَزَى كَتَبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ○

☆ ”اے نبی اکرم صلی اللہ علیک وسلم!“ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ بار بار اپنا چہرہ انور اسمن کی طرف پھیر رہے ہیں۔

☆ سو ہم آپ کو اسی قبلے کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں۔

☆ پس آپ اپنا منہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لیں۔

☆ اور آپ جہاں کہیں بھی ہوں تو اسی مسجد کی طرف منہ موڑ لیا کریں۔

☆ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ (قبلے کا تبدیل

ہوتا) ان کے خالق کی طرف سے حق ہے اور جو کلام یہ لوگ کرتے ہیں اللہ اس

سے بے خبر نہیں ہے۔“

(البقرہ: ۱۴۴)



اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی ارواح سے رسول اکرم ﷺ کی آمد پر
ان کی اطاعت کا وعدہ لیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ
ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ
قَالَ أَأَقْرَضْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَضْنَا قَالَ
فَاشْهَدُوا ۖ وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝
فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

”اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ

- ☆ جب میں تم کو کتاب، دلائل اور حکمت عطا کروں اور پھر تمہارے پاس
- رسول (اکرم ﷺ) تشریف لائیں جو تمہاری کتاب کی تصدیق کریں۔
- ☆ تو تمہیں ضرور ان پر ایمان لانا ہوگا۔
- ☆ اور ضرور ان کی مدد کرنی ہوگی۔
- ☆ اللہ تعالیٰ نے عہد لینے کے بعد پوچھا کہ کیا تم نے اقرار کیا۔
- ☆ اور کیا اس اقرار پر تم مجھے ضامن ٹھہراتے ہو؟
- ☆ تو انہوں نے کہا ہاں! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
- ☆ تم اس (عہد و پیمان) کے گواہ رہو۔
- ☆ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔
- ☆ تو جو اس کے بعد پھر جائیں گے وہ بدکردار ہوں گے۔“

(آل عمران: ۸۱)

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو خود قرآن پاک سننے اور
سمجھانے کا ذمہ لیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تَحْزَنْ بِهِ لِسَانُكَ لِنَعْمَلَ بِهِ ۖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۚ
فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۚ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۚ

☆ ”اے رسول اکرم صلی اللہ علیک وسلم! قرآن پاک یاد کرنے کی خاطر اپنی
زبان (مبارک) کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔

☆ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

☆ جب ہم پڑھ رہے ہوں تو آپ اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔

☆ پھر بے شک اس (قرآن) کی باریکیوں کا آپ پر ظاہر کرنا ہمارا کلم ہے۔“

(القیامت: ۱۷-۱۸)



اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو معراج کی رات اپنی معیت میں لے جانے اور خود آبِ مطہر کو اپنی نشانیاں دکھانے کا ذکر فرماتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِّنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ
هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○

☆ ”پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (رسول اکرم ﷺ) کو رات کو اپنے ساتھ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے گئی۔

☆ مسجدِ اقصیٰ کے ماحول کو ہم نے برکت دی تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔

☆ بے شک وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔“

(بنی اسرائیل ۱۲)

(نوٹ) آنسری پہ: رات کو اپنی معیت میں لے کر چلنے کے معنی میں آتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ہر جگہ موجود ہے یہاں وہ خود اپنی معیت کا ذکر فرما کر شانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا رہا ہے۔



اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیتا ہے
 ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
 اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُؤْتٰى

☆ ”اور وہ (رسولِ اکرم ﷺ) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے۔
 ☆ بلکہ ان کی ہر بات وحی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔“

(النجم: ۳-۴)



اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کو آواز بلند کرنے پر اعمل کے ضائع ہونے کا حکم سناتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْقُوا لِلَّهِ
إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا
لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ○
إِنَّ الَّذِينَ يَعْضُونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ
اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ○

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○
وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ
غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

☆ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ سے آگے نہ
بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو“ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔
☆ اے ایمان والو! اپنی آوازیں رسول اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو، ان
کے حضور چلا کر نہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے
اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو علم بھی نہ ہو۔

☆ بے شک وہ لوگ جو بارگاہ رسول اکرم ﷺ میں اپنی آوازیں پست رکھتے

ہیں ان کے دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے جلجلیج لئے ہیں ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

☆ اے نبی اکرم صلی اللہ علیک وسلم وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

☆ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

(الحجرات: ۵)



اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیتا ہے
 ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا دَمَيْتُ إِذْ دَمَيْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ دَمَىٰ

☆ ”اے نبی اکرم صلی اللہ علیک وسلم!
 ☆ وہ (مٹی) جو آپ (ﷺ) نے پھینکی وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے
 نہیں پھینکی بلکہ وہ (مٹی) اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔“

(الانفال: ۱۷)



اللہ تعالیٰ رسولِ اکرم ﷺ کو اذیت دینے والے کو دردناک عذاب
کی وعید سناتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

☆ ”جو لوگ رسولِ اکرم ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب
تیار ہے۔“

(التوبہ: ۶۱)



اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اصحابِ فیل کے واقعہ پر یعنی
 شاہد بنایا حالانکہ یہ واقعہ رسول اکرم ﷺ کی دنیا میں آمد سے
 کہیں پہلے کا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۝

☆ ”اے رسول اکرم صلی اللہ علیک وسلم!
 ☆ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا
 کیا؟“

(الفیل: ۱)



اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رسولِ اکرم ﷺ سے سفارش کرتا ہے
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فِيمَا رَحِمَهُ مِنَ اللَّهِ لَئِنْ لَمْ يَأْتِ الْفُلُوكَ مِنْ حَوْلِكَ فَقَاَعَتْ عَنْهُمْ وَأَسْتَغْفِرُ لَهُمْ وَشَاوَرَهُمْ
فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ

- ☆ ”اے محبوب اکرم صلی اللہ علیک وسلم!
- ☆ یہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر مہربانی ہے کہ آپ لوگوں کے لئے نرم دل ہیں۔
- ☆ اگر آپ تند مزاج ہوتے تو وہ ضرور آپ کے ارد گرد سے پریشان ہو جاتے۔
- ☆ تو آپ ان کو معاف فرمائیں۔
- ☆ اور ان کے لئے شفاعت کریں۔
- ☆ اور کاموں میں ان سے مشورہ لیں۔
- ☆ اور پھر کسی حکم کا پکا ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں۔
- ☆ بے شک توکل والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔“

(آل عمران: ۱۵۹)





زمین و زماں تمہارے لیے، مکیں و مکاں تمہارے لیے
چنیں و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آتے یہاں تمہارے لیے، اُنھیں بھی وہاں تمہارے لیے

فرشتے خدم، رسولِ حشم، تمام اُمم، غلامِ کرم
وجودِ عدم، حادث و قدیم، جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اصالتِ کُل، امامتِ کُل، سیادتِ کُل، امارتِ کُل
حکومتِ کُل، ولایتِ کُل، خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکتے نشاں تمہارے لیے

چتران

اور

حاضر و ناظر

رسول
اللہ ﷺ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

گود میں عالم شباب، حال شباب کچھ نہ پوچھ
گل بن باغ نور کی، اور ہی کچھ اٹھان ہے

تجھ سا سیاہ کار کون ہے اُن سا شفیع ہے کہاں!
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں، دل یہ ترا گمان ہے!

پیشِ نظر وہ تو بہار، سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے، ہاں یہی امتحان ہے

بارِ جلال اٹھالیا، گرچہ کلیجہ شق ہوا
یوں تو یہ ماہِ سبزہ رنگ، نظروں میں دھان پان ہے

خون نہ رکھ رضا ذرا، تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے، تیرے لیے امان ہے

لفظ "حاضر و ناظر" کے معنی کی تحقیق

حاضر کا مادہ "حضر" اور ناظر کا مادہ "نظر" ہے۔ حضر سے "الحضور" مصدر بنا جس سے حاضر مشتق ہوا۔ حضور اور حاضر کے بہت سے معنی کتب لغت میں تحریر ہیں۔ مثلاً حضر کے معنی پہلو، نزدیکی، صحن، حاضر ہونے کی جگہ وغیرہ ہیں اور حاضر کے معنی شہروں اور بستیوں میں رہنے والا بڑا قبیلہ وغیرہ آتے ہیں۔ یہ تمام معانی المنجد، الصحاح، مجمع بحار الانوار وغیرہ میں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ جس معنی سے ہماری بحث خصوصیت کے ساتھ متعلق ہے اس کی تفصیل یہ ہے: حضر، حضرة، حضور سب کے معنی ہیں سامنے ہونا، اور حاضر کے معنی جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو اسے حاضر کہتے ہیں۔ کتب لغت میں ہے کہ حضرة اور حضور غیبت کی ضد ہیں۔

لغت قرآن کی مشہور کتاب مفردات امام راغب اصفہانی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو چیز سامنے نہ ہو یعنی حواس سے دور آنکھوں سے پوشیدہ ہو اسے غائب اور غیب کہتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حاضر غائب کی ضد ہے اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غائب اسے کہتے ہیں جو حواس سے دور ہو اور لگا ہوں کے سامنے نہ ہو تو اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حاضر اسی کو کہا جائے گا جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو اور کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے موجود ہو۔

حاضر کے بعد لفظ "ناظر" کے معنی کی تحقیق کیجئے۔ آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی کو جس میں آنکھ کا تیل ہوتا ہے۔ ناظر کہتے ہیں۔ اور کبھی آنکھ کو ناظرہ کہا جاتا ہے۔ ناظر کا ماخذ نظر ہے۔ (معزوات از امام راغب)

کسی امر میں تدبیر اور تفکر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا، آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور و تامل کرنا اور کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر و بصیرت کو پھیرنا اس کے علاوہ نظر سے کبھی تامل و تلاش کے معنی بھی مراد لیے جاتے ہیں اور کبھی اس سے معرفت اور رؤیت مراد ہوتی ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ملبہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح روح دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انہیں رحمت اور نظر عنایت سے سرور و مظلوظ فرماتے ہیں۔ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا، سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظر مبارک سے دیکھنا، حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید قدسیہ اور نور نبوت سے یہ امر عجیب نہیں کہ آن واحد میں مشرق و مغرب، شمال و جنوب، تحت و فوق تمام جہات و اکناف اللہ متعز بہ لا تعدد لا تخصی میں سرکار اپنے وجود مقدس بعینہ یا جسم القدس

مثالی کے ساتھ تشریف فرما ہو کر اپنے مقربین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہِ کرم کی رحمت و برکت سے سرفراز فرمائیں
قرآن اور حاضر و ناظر رسول ﷺ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ .

(ترجمہ) اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے۔

اس آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

- ۱۔ رحمت للعالمین ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف خاص ہے۔
- ۲۔ آیہ کریمہ وَ اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ وغیرہ ہائے کلمہ "العالمین" کا عموم دلیل خصوص پائے جانے کی وجہ سے بالاجماع باقی نہیں رہا مگر آیت زیر بحث میں جو لفظ "العالمین" ہے اس کا مخصوص نہیں پایا گیا۔ اس لیے وہ اپنے عموم پر ہے۔

- ۳۔ رحمت للعالمین کا معنی ہم نے آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رحمت یا دارِ رحمت یا راحۃ للعالمین ہونے کے حال کے سوا اور کسی حال میں نہیں بھیجا۔ اور اگر لفظ رحمت کو مفعول رکھا جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سببِ رحمت قرار پائیں گے۔ بہر نوع بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا ہر فردِ عالم کے لیے عام ہونا ظاہر ہے۔ جن حضرات نے "العالمین" کی تفسیر "الناس" یا ثقلین یا ذوی العلم سے کی ہے۔ ان کے کلام سے الغلیم کی تخصیص پر استدلال صحیح نہیں۔

چونکہ یہی انواعِ ثلاثہ ہیں اس لیے ان کے حق میں حضور کا رحمت ہونا بقیہ

عالمین کے حق میں حضور کے رحمت ہونے کو مستلزم ہے۔ دلیل یہ ہے کہ یہ تینوں اپنے ماسوا کے بتووع اور ان سب کا مجموعہ اور خلاصہ ہیں لہذا سب کے حق میں حضور کا رحمت ہونا ثابت ہوا ہے۔ (روح المعانی پٹا ۹۵)

یہ امر بھی روشن ہے کہ جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل کائنات اور تمام عالم پر فیض خداوندی کا واسطہ نہ ہوں۔ اس وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ بنا بریں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم کی اصل قرار پائے تو تمام عالم کے جمیع افراد حضور کی فرع ہوئے۔ پس جس طرح درخت کی ہر شاخ ہر پتے بلکہ اس کے ہر جزو میں اصل ہی کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح تمام جہانوں یعنی ماسوا اللہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی نورانیت اور روحانیت مقدسہ جلوہ گر ہوگی۔ اور عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت و نورانیت بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گاہ قرار پائے گا۔ آیہ کریمہ کی تفسیر میں جلیل القدر مفسرین کرام نے اسی مضمون کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں :

تمام جہانوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل ممکنات پر ان کی قابلیت و استعداد کے موافق فیض الہی کا واسطہ عظمیٰ ہیں۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور اول مخلوقات ہے۔ (کیوں کہ اصل کا وجود فرع سے پہلے ہوتا ہے) حدیث شریف میں وارد ہے۔ ”اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے بنی کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا۔“ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور حضرات صوفیاء کرام قدست اسرار ہم کا کلام اس بیان میں ہمارے کلام سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔“ (روح المعانی پٹا ۹۶)

تفسیر عرائس البیان جلد دوم ص ۵۱ پر ہے۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے " اے صاحبِ فہم و فراست! اللہ تعالیٰ نے (اس آیت کریمہ میں) ہمیں بتایا کہ خالق کائنات نے اپنی کل مخلوق میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے ایک جزو سے از عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا لہذا عدم سے مشاہدہ قدم کی طرف ان (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بھیجنا جمیع مخلوقات کے لیے رحمت ہے کیوں کہ (مصدر خلائق وہی ہیں) سب کا صدور و ظہور اسی کے نور سے ہے۔ لہذا ان کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے اور ان کا موجود ہونا وجودِ خلق کا موجب ہے۔ اور ان کا وجود مبارک جمیع خلائق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے۔ اس لیے کہ سب کے وجود کا سبب وہی ہیں۔ لہذا اس رحمت نے ہمیں (یہ بھی) سمجھا دیا ہے کہ قضا و قدرت میں تمام مخلوقات صورتِ مخلوقہ کی طرح بے جان اور بغیر روحِ حقیقی کے پڑی ہوئی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو تمام عالم وجود محمدی سے زندہ ہو گیا۔ اس لیے کہ تمام مخلوقات کی روح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لیے۔

(عرائس البیان ج ۲ ص ۵۲)

(روح البیان ج ۵ ص ۵۲۸)

آیت کریمہ کی جو تفسیر ہم نے جلیل القدر علماء مفسرین سے نقل کی ہے اس کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ تمام افرادِ ممکنات کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رابطہ اور تعلق ہے جس کے بغیر وصول فیض ممکن نہیں اور

جب سب کا ربط حضور سے ہے تو حضور علیہ السلام کسی سے دور نہیں نہ کسی فرد ممکن سے بے خبر ہیں۔ جب وہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے روح دو عالم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالم کا کوئی فرد یا جزو اس روح مقدسہ سے خالی ہو جائے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہو کر روح کائنات ہیں اور عالم کے ہر ذرے میں روحانیت محمدیہ کے جلوے چمک رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور نظر و بصر سے غائب ہو کر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ روحانیت و نورانیت ہی اصل ادراک اور حقیقت نظر و بصر ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔

اس مضمون کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ امر خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ علماء عارفین اور اولیاء کاملین نے جو حقیقت محمدیہ کو تمام ذرات کائنات میں جاری و جاری بتایا ہے اس کی اصل یہی آئیہ مبارکہ ہے۔

جب یہ حقیقت محمدیہ تمام ذرات کائنات میں موجود ہے تو ہر نمازی کے باطن میں بھی اس کا پایا جانا ضروری ہے اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود تمام کائنات میں جلوہ گر ہونے کے اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے اس لیے نمازی کو حکم دیا گیا کہ جب تو دربار الہی میں حاضر ہو تو خطاب و ندا کے ساتھ انہیں مخاطب کر کے السلام علیک ایہا النبی کے الفاظ سے ان کی خدمت میں تحفہ سلام پیش کر۔ چنانچہ امام عبد الوہاب شمرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "کتاب المیزان" میں شہد کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے سیدی علی خواص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ کہ شارع (حقیقی) نے (قعدہ) شہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم صرف اس لیے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ اس لیے کہ وہ دربارِ خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ پس نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (رو برو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔
(کتاب المیزان ص ۱۲۵)

اس عبارات میں (شہود) "فی تلك الحضرة" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بارگاہِ ایزدی میں حاضر و جلوہ گر ہونا، اور خائفہ لا یفارق حضرة اللہ ابداً۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الہی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے اور فیحاطبونه بالسلام مشافہۃ (نمازی بالمشافہ یعنی حضور کے رو برو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔ خاص طور پر قابل غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اس مقام پر مخالفین کے تمام شکوک و شبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں۔ ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کو رباطن کا یہ کہنا کہ "السلام علیک ایھا النبی" معاذ اللہ بعید غائب کو خطاب ہے۔ حضور کی محض خیالی صورت ہوتی ہے۔ خود حضور بارگاہِ الہی میں حاضر نہیں ہوتے، کیسی ہٹ دھرمی اور دیدہ دلیری ہے۔ بھلا کوئی منصف مزاج ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور تاریک خیالی کو قبول کر سکتا ہے۔

اسی مضمون کو حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اپنی تصنیف فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوا یا تو انہیں حسی لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ ان کی آنکھیں فرصت مناجات سے

ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے بے خبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربارِ خداوندی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں۔ حضور کو دیکھتے ہی اسلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔
(فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۰)

یہی عبارت عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۶ ص ۱۱۱، مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۳، زرقانی شرح مواہب ج ۷ ص ۲۲۹، ۲۳۰، زرقانی شرح موطا امام مالک ج ۱ ص ۱۷۰، سعایہ ج ۲ ص ۲۲۷، فتح الملہم ج ۲ ص ۱۴۳، ادجز المسالک ج ۱ ص ۲۶۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ہم نے تکرار اور اعادہ سے بچنے کے لیے صرف کتابوں کے نام مع صفحات تحریر کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

مقامِ غور ہے کہ ان تمام کتابوں کے مصنفین اور محدثین کرام یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری، امام قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ، امام بدر الدین عینی صاحب عمدة القاری، امام زرقانی صاحب شرح مواہب و شرح موطا، مولانا عبدالحی لکھنوی صاحب سعایہ رحمہم اللہ تعالیٰ حتیٰ کہ سرگرد و منکرین و معاندین صاحب فتح الملہم و ادجز المسالک، سب بیک زبان کہہ رہے ہیں کہ فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر یعنی نمازی جب دربارِ الہی میں نظر اٹھاتا ہے تو حبیب کو حرم حبیب میں حاضر پاتا ہے۔ فوراً عرض کرتا ہے: السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض تھا۔ انہوں نے حاضر کے معنی غائب اور اثبات کے معنی نفی سمجھ لیے۔ یہ ان کی اپنی شو مٹی قسمت اور کوڑا ٹپائی

ہے کہ انہیں کسی نماز میں حرم حبیب کی حاضری نصیب نہ ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان و قلم سے بھی فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر صادر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تائید اور اپنے حبیب کی تعریف و توصیف منکرین و معاندین سے بھی کرا لیتا ہے اور جن کے قلوب انکار و عناد کی بیماری سے پاک تھے انہوں نے پوری وضاحت کیساتھ حق کی تائید فرمائی جس کے ثبوت میں ہم مولانا عبدالحسنی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عبارت سعایہ سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

”اہل معرفت کے طریق پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ نمازیوں نے جب التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوا یا تو انہیں حسی لایموت کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت مل گئی۔ فرصت مناجات سے اس کی آنکھیں سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں خبردار کیا گیا کہ یہ سب کچھ بواسطہ نبی رحمت اور انہی کی برکت متابعت سے ہے۔ انہوں نے خبردار ہوتے ہی نظر اٹھائی تو ملک حبیب کی بارگاہ میں حبیب کو حاضر پایا۔ فوراً السلام علیک ایہا النبی کہتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ میرے والد اور استاد قمعارج نے (اللہ تعالیٰ انہیں دارالسلام میں داخل فرمائے اپنے رسالہ نور الایمان بزیارہ آثار حبیب الرحمن میں فرمایا ”خطاب تشہد یعنی التحیات میں (السلام علیک ایہا النبی) کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں جاری و ساری اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر موجود ہے۔ اس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے۔ لہذا محل خطاب حاصل ہو گیا۔ اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الہی سے مشرف ہوا تو اسے حرم الہی کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کیا گیا۔ حتیٰ کہ اس

نے حرم حبیب میں حبیب کو حاضر پایا۔ فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا "السلام علیہ ایہا النبی (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔"

(سعیہ ج ۲ ص ۲۲۷، ۲۲۸)

حقیقت محمدیہ کا موجودات عالم میں جاری و ساری ہونا اور ذوات مصلین میں اس کی جلوہ گری اور اسی بنا پر التحیات میں السلام علیہ ایہا النبی کہنے کا حکم دیا جانا ایسا روشن مسئلہ ہے جس کی تصریح نہ صرف مولانا عبدالحی لکھنوی اور ان کے والد ماجد و دیگر ائمہ دین نے فرمائی بلکہ بکثرت علماء محدثین و علماء تحقیق نے اس نفس مضمون کو اپنی تصانیف میں ارقام فرما کر اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

"اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کی تمام احوال و واقعات میں خصوصاً حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے۔ اور بعض عرفاء نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اسوجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ تمام موجودات کے ذرات اور افراد ممکنات میں جاری و ساری ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے نافل نہ ہوتا کہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور فیض یاب ہو۔"

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲)

بعینہ یہی عبارت تیسرا القاری شرح صحیح بخاری جلد اول باب الشہد فی الآخرة
 ص ۲۸۱ مطبوعہ علوی لکھنؤ ص ۱۷۳ میں موجود ہے اور مسلک الختام شرح بلوغ المرام
 میں ص ۲۴۴ پر نواب صدیق حسن خان بھوپالی اشعۃ اللغات کی یہی عبارت
 منقولہ بالا تحریر فرما کر ایک شعر بھی لکھتے ہیں :

درِ راہِ عشقِ مرحلہٴ قرب و بُعد نیست
 می بنمیت عیال و دعا می فرسخت
 (ترجمہ) (عشق کے راستہ میں قرب و بُعد کے مرحلے نہیں ہوتے۔
 میں تجھے ہر جگہ ظاہر دیکھتا ہوں اور تجھ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں)

اس کے بعد علامہ محقق دوآنی رحمۃ اللہ کی مشہور و مستند کتاب "اخلاقِ جلالی"
 سے اس مضمون کی تائید مزید نقل کرتے ہیں جسے پڑھ کر انشاء اللہ العزیز اہل ایمان
 کے قلوب جلوہ مانے والا محمدی سے چمک جائیں گے۔

"اس مقام پر تحقیقِ کلام یہ ہے کہ تمام اصحابِ نظر و برہان اور اربابِ شہود و عیال
 اس بات پر متفق ہیں کہ بوسیلہٴ قدرت و ارادۂ خدائے قدوس امرِ کون فیکون سے
 سب سے پہلے جو گوہر مقدس دریاٹے غیبِ مکون سے ساحلِ شہود پر آیا وہ جوہر
 بسیط نورانی تھا جسے حکماء کے عرف میں عقلِ اقل کہتے ہیں۔ اور بعض احادیث
 میں قلمِ اعلیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اکابرِ ائمہ کشف و تحقیق اسے حقیقتِ محمدیہ کہتے
 ہیں۔ اس جوہر نورانی نے آپ کو اور اپنے خالق بے مثال کو اور ان تمام افرادِ موجودات
 کو جو بتوسط اس جوہر نورانی کے خالق بے مثال سے صادر ہو سکتے ہیں جس طرح وہ افرادِ
 موجودات پہلے تھے اور اب ہیں اور آئندہ ہوں گے سب کو جملہ کیفیات کے ساتھ
 تمام و کمال جان لیا اور تمام حقائقِ موجودات بطور انطوائے ظہنی اسی جوہر بسیط
 نورانی (حقیقتِ محمدیہ) میں مندرج اور مخفی تھیں۔ جس طرح دانہ ایک خاص

طریقہ پر شاخوں پتوں اور پھلوں پر مشتمل ہوتا ہے کل افراد موجودات اسی ترتیب کے موافق جس کے ساتھ اس جوہر بسیط نورانی میں پوشیدہ ہیں۔ لیکن گاہ قوت سے جلوہ گاہ فعل اور اسرار پر وہ غیب سے میدان شہود میں (عبوات) مواد خارجیہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے جسے چاہتا ہے ثابت قدم رکھتا ہے۔ ام الکتاب اسی کے پاس ہے۔

(اخلاق جلالی ص ۲۵۴، ۲۵۵)

اس ایمان افروز بیان سے تصریحات مستقولہ بالا کی تائید کے علاوہ مندرجہ ذیل امور بھی واضح ہو گئے۔

- ۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول مخلوق ہیں۔
- ۲۔ حضور عقل اول اور قلم اعلیٰ ہیں۔
- ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوہر بسیط نورانی ہیں۔
- ۴۔ حضور تمام کائنات کے حقائق لطیفہ کے جامع ہیں۔
- ۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو بھی جانتے ہیں اور تمام موجودات و مخلوقات ان کے جمیع احوال کو تمام و کمال جانتے ہیں۔ ماضی، حال، مستقبل میں کوئی شے کسی حال میں ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محض نہیں
- ۶۔ تمام موجودات خارجیہ کا ظہور حقیقت محمدیہ سے ہوتا ہے حتیٰ کہ ترتیب ظہور بھی وہی ہے جو حقیقت محمدیہ میں مشہود ہے۔

ان امور کے علاوہ یہ امر بھی اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حقیقت محمدیہ کوئی امر اعتباری غیر واقعی نہیں بلکہ وہ ایک حقیقت ثابتہ ہے اور موجود خارجی ہے جس کو دوسرے لفظوں میں جوہر بسیط نورانی سے تعبیر کیا گیا ہے اور مراتب وجود سے مرتبہ وحدت جسے بعض صوفیائے کرام نے بر بنائے مناسبت اپنی اصطلاح

خاص میں حقیقتِ محمدیہ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ عبارات منقولہ بالا میں ہرگز مراد نہیں کیونکہ مرتبہ وحدت غیر مخلوق ہے اور حقیقتِ محمدیہ مخلوق جیسا کہ محققِ دہلوی کی عبارت زیر نظر اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے۔

ان تمام اکابر ائمہ دین و حضرات علماء و اسخین رضی اللہ علیہم اجمعین حتیٰ کہ مخالفین و معاندین کی منقولہ بالا عبارات صریحہ و اضحیٰ کی روشنی میں کسی منصف مزاج کے دل میں اس امر کے متعلق ادنیٰ تردد باقی نہیں رہ سکتا کہ آیہ کریمہ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین کی صحیح تفسیر وہی ہے جو ہم نے کتب معتبرہ کے حوالہ سے نقل کی جس کی رو سے حقیقتِ محمدیہ کا ذواتِ معلّمین بلکہ تمام ذرات کائنات میں جاری و ساری ہونا ثابت ہو گیا اور ساتھ ہی یہ بات بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئی کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بصیغہ خطاب پکارنا اور السلام علیک ایہا النبی کہنا اسی اصلِ عظیم پر مبنی ہے جس پر آیہ کریمہ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین صاف طور پر دلالت کر رہی ہے۔ نیز یہ اصلِ عظیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی روشن اور قوی دلیل ہے جس کا انکار کسی گمراہ اور کور باطن کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ !

مقدمات!

موت کو سمجھا ہے غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

موت زندگی کی کہانی کا اختتام نہیں بلکہ حقیقتاً تکمیل ہے۔ موت انسان کو حتم نہیں کرتی بلکہ اسے ایک دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل کر دیتی ہے۔

ذیل میں چند مقدمات پیش خدمت ہیں۔ کتاب کو پڑھنے قبل انہیں ذہن نشین کرنا قاری کے لیے تفہیم کتاب کا باعث بنے گا۔

مَقَدِّمَات

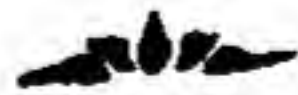
پہلے مسلمان ان کو ذہن میں رکھے بعد میں اس مسئلہ پر غور کرے، بغیر ایمان لانے کے اس کو چارہ نہ ہوگا۔

(۱) عوالم مختلفہ ہیں۔ اکوان متباینہ ہیں۔ انسان کا ماں کے پیٹ میں ہونا ایسا نہیں جیسا کہ اس کا ہونا دنیا میں ہے کیونکہ دنیا میں آنے کے بعد اگر رحم جیسی تنگ جگہ انسان کو بند کیا جائے تو فوراً مرجائے۔ تو ثابت ہوا کہ ماں کے پیٹ کا ہونا اور ہے اور دنیا میں ہونا اور ہے۔

(۲) عالم فکر عالم دنیا سے زیادہ کھلا ہے۔ کیونکہ انسان جب آنکھ بند کر کے مراقبہ کرے تو عالم فکر عالم دنیا سے زیادہ کھلا نظر آئے گا۔

(۳) عالم نوم عالم فکر سے زیادہ کھلا ہے۔ کیونکہ حالت نیند میں انسان کی روح فرش سے عرش تک آتی جاتی ہے اور تمام جہان کی سیر کرتی ہے۔

(۴) عالم نوم سے عالم برزخ زیادہ کھلا ہے۔ کیونکہ روح جب قید جسمانی سے جدا ہوتی ہے تو وہ قوت ملائکہ سے متصف ہو جاتی ہے۔



۱۔ رُوح کو طاقتِ جتنی بھی ہوتی ہے

عالم برزخ میں جو طاقت روح کو عطا ہوتی ہے اس کو عالم دنیا کی طاقت پر قیاس نہیں کر سکتے اور اسی سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گا کہ جب رُوح عالم برزخ میں طاقت ملکوتی سے متصف ہوتی ہے تو اس کو طاقتِ جتنی بطریقِ اولیٰ حاصل ہوگی اور جن کی یہ طاقت ہے کہ اس کا طالب ایک مشرق میں ہے اور دوسرا طالب مغرب میں ہے اور دونوں طالب جن کی حاضری چاہتے ہیں۔ وہ جن دونوں کے پاس ایک وقت میں حاضر ہو جائے گا۔ جن کو طاقت ہے کہ ایک آن میں مغرب میں بھی ہو اور مشرق میں بھی ہو۔

۲۔ جن کی طاقت کولی اور نبی کی طاقت زیادہ ہوتی ہے

اور جن کی یہ طاقت انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کے مقابلہ میں پہنچ ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام کی طاقت مبارکہ بطور خصوصیت ان کو عطا ہوتی ہے جو کہ دنیا میں اور دنیا کے بعد بجا رہتی ہے کیونکہ جن کی طاقت بطور فطرت ہے اور انبیاء کرام و اولیاء عظام کی طاقت بطور کرامت ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کمال رکھتے ہیں جو ظاہر انسانی طاقت سے بالاس ہے اور انسانی طبائع سے بالاس ہے تاکہ وہ فضائلِ تغلبین کو جمع فرمائیں اپنے اجسام مبارکہ میں۔

تحقیق شیطان اور اس کا قبیلہ تم کو
دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں
دیکھتے۔

إِنَّهُم يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ
مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ۔

یہ طاقت جن کو ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ اور یہ طاقت جن کی بطور فطرت پیدائشی کے ہے۔ اس کی فطرت ہی اس طاقت پر ہوتی ہے اور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طاقت مبارکہ و دیگر انبیاء کرام و اولیاء عظام کی طاقت مبارکہ دربار الہی سے عطا شدہ ہوتی ہے بطور کرامت بطور شرافت بطور ولایت بطور نبوت جو کہ ہمیشہ کے لیے رہتی ہے

عالم حشر و نشر عالم برزخ سے زیادہ کھلا ہے اور عالم جنت اور عالم دوزخ ان تمام عالموں سے زیادہ کھلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اس کا حلم ان تمام عوالم سے کئی ہزار گنا زیادہ کھلے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام عوالم اس کے فضل کا ایک حصہ ہیں اور اس کے علم کا ایک شتمہ ہیں کیونکہ جنت اللہ تعالیٰ کے ثواب کا ایک حصہ ہے۔ دوزخ بھی اس کے عقاب کا ایک حصہ ہے۔

۳۔ انسان کی تین جیاتیں

۱۔ انص کا فرقہ

(۱) دنیوی حیات (۲) برزخی حیات (۳) اخروی حیات
ان مقدمات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دنیا کی حیاتی برزخ کی حیاتی حشر
نشر کی حیاتی روح کے اعتبار سے متحد ہے مگر طاقت کے اعتبار سے مختلف ہے۔
سب سے ادنیٰ حیات از روئے تصرف اور ادراک و تشکل کے اعتبار سے حیاتی
دنیاویہ ہے۔ عالم برزخ کی حیات اوسط درجے کی حیاتی ہے جو کہ عالم دنیا سے
اعلیٰ اور عالم آخرت سے ادنیٰ ہے اور عالم آخرت کی حیات سب سے اعلیٰ حیاتی
ہے۔ جو روح کی طاقت عالم دنیا میں ہے اس سے عالم برزخ کی طاقت کئی گنا زیادہ
ہے۔ جو عالم برزخ کی طاقت ہے اس سے عالم آخرت کی طاقت کئی گنا زیادہ
ہے۔

اب بفضلہ تعالیٰ یہ مسئلہ بخوبی سمجھ میں آئے گا اور وہ یہ ہے کہ تمام محدثین
ائمہ محققین امت جیسے علامہ قرطبی، علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ
موت محض معدوم ہونا نہیں ہے۔

۴۔ موت کیا ہے۔؟

موت کا معنی انتقال کرنا، ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف۔ موت اہل برزخ اور اہل دنیا کے درمیان ایک حجاب ہے اور یہ موت کے معنی تمام اموات کے لیے ہیں اور ائمہ محققین نے فرمایا کہ ارواح کُل کے کُل لطیف ہیں۔ ثقیل اور کثیف اجسام کی طرح نہیں ہیں اور ارواح جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔

۵۔ اُمتِ محمدیہ کی شان

اگر ارواحِ ماذونہ ہوں باذنہ تعالیٰ اور اس معنی میں یہ اُمتِ محمدیہ باقی امتوں کی طرح ہے۔ باقی اُمم موت کے معنی میں ارواح کے سیر کرنے میں اُمتِ محمدیہ کی شریک ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ اُمتِ محمدیہ کے لیے خصوصیات خاصہ ہیں۔ باقی اُمم سے زیادتی تصرفاتِ ارواح میں اور طاقتِ ارواح میں جو باقی اُمم میں نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو خاص کیا ہے ایسے خصائص کے ساتھ کہ وہ باقی اُمم میں نہیں ہیں۔ نوجو اُمتِ محمدیہ میں بڑے بڑے اکابر علماء ائمہ ہیں ان کو اُمتِ محمدیہ میں بھی باقی اُمتِ محمدیہ سے زیادہ خصوصیات ہوں گی جن میں دوسری اُمتِ محمدیہ شریک نہ ہوگی۔ جیسے حضور سیدنا امام اعظمؒ و سیدنا امام شافعیؒ، سیدنا امام مالکؒ و دیگر اولیاء جیسے حضور سیدنا غوث اعظمؒ وغیرہم۔ جس قدر علم اور بزرگی بڑھتی جائے گی اسی طرح یہ خصوصیات بھی بڑھتی جائیں گی

۴۔ حضور نبی کریم ﷺ کے کمالاتِ عالیہ

کوئی دوسرا شریک نہیں

یہاں تک کہ تمام کمالات کا خاتمہ حضور نبی کریم روف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوگا۔ اسی طرح تمام خصوصیات تمام تصرّفات خاصہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وہ ہوں گے جن میں مخلوق میں سے کوئی حضور کا شریک نہ ہوگا نہ اولیاء سے نہ صحابہ سے نہ ملائکہ سے نہ انبیاء سے جیسے منصب شفاعتِ مبارکہ صرف حضور کے لیے ہے۔ اور باقی مخلوق کی شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن سے ہوگی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اذن رب سے ہوگی اور شبِ معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سرکار موسیٰ علیہ السلام کو ملاحظہ فرمانا جس طرح وہ نے ارادہ فرمایا۔ وہ کمالات کی خصوصیات ہیں جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ شبِ معراج رب کی ذات کا دیدار فرمانا وہ کمال ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔

اس تمہید کے بعد سے عاشق صادق تو اپنے نبی کریم روف رحیم کا تصرف تمام عالمین میں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیر تمام عالمین میں یقین کر لے گا۔ اب مسلمان غور کرے کہ جب حضور نبی کریم روف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا سے پردہ فرما کر عالم برزخ میں تشریف لے گئے ہیں تو طاقت مبارکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کس قدر مختلف ہوگی۔ ہم یقین اور ایمان سے کہتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم دنیا چھوڑ کر عالم برزخ میں جلوہ فرما ہوئے تو حضور کی طاقت تصرف اور سیر کا اندازہ سوائے رب کے کوئی نہیں جان سکتا۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر مبارکؐ

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن عطا فرمایا ہے زمینوں، آسمانوں کی سیر فرمائیں خشکی تری کی سیر فرمائیں۔ جہاں چاہیں جب چاہیں جائیں حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مقام میں موجود ہوتے ہوئے جو ان کو پکارے نبیوں رسولوں سے فرشتوں سے غلاموں سے ان کو جواب عطا فرماتے ہیں۔ ان کا طالب ان کو رب کے دربار میں حاضر پاتا ہے۔ ان کا زائر ان کو گنبد خضریٰ شریف میں جلوہ گر دیکھتا ہے۔ ہر طالب ہر سائل ان کو اپنے مطلب میں مستول پاتا ہے۔ ہر عارف کامل اپنے سر میں پاتا ہے اور ہر مفکر اپنے فکر میں پاتا ہے۔

(۸۱)

سوال!

ایک جسم تمام عوالم میں کیسے حاضر ہو سکتا ہے؟

جواب!

ہم کہتے ہیں جس مسئلے پر دلیل شرعی نہ ہو وہ مسئلہ مردود ہے باطل ہے۔ اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے وہ مستحق نارسہ ہے اور جو شریعت میں نئی راہ بغیر دلیل شرعی نکالے وہ مردود و ملعون ہے۔

ہم بفضلہ تعالیٰ اس عقیدہ پر بیٹے و لائیل قاطعہ نقلیہ و عقلیہ رکھتے ہیں۔ ان دلائل کے بعد مسئلہ حاضر و ناظر میں شک نہ کرے گا مگر بد نصیب گمراہ بے دین۔

حاضر و ناظر کے دلائل نقلیہ

(دلیل اقل)

بخاری شریف، مسلم شریف، صحاح ستہ و دیگر کتب احادیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج سرکار موسیٰ کو قبر شریف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا۔ **الیواقیت والجواہر ۳۶/۲**

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرکار موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب سرکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں جلوہ گر ہوئے تو سرکار موسیٰ کو اپنے جانے سے پہلے بیت المقدس میں پہنچے ہوئے ملاحظہ فرمایا اور پھر سرکار موسیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے مع دیگر انبیاء کرام مقتدی بن کر نماز ادا فرمائی اور پھر میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکار موسیٰ علیہ السلام کو مع دیگر انبیاء کرام کے بیت المقدس میں چھوڑا۔ جب میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر جلوہ گر ہوئے تو پہلے آسمان پر سرکار آدم علیہ السلام کو پایا، دوسرے پر سرکار عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے پر سرکار یوسف علیہ السلام، چوتھے پر سرکار ادریس علیہ السلام، پانچویں پر سرکار ہارون علیہ السلام، چھٹے پر سرکار موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر سرکار ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔

ملاحظہ ہو شب معراج میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت میں سرکار

موسیٰؑ کو برزخ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ عالم دنیا بیت المقدس میں سرکار موسیٰؑ کو مقتدی بنا ہوا ملاحظہ فرمایا۔ چھٹے آسمان پر عالم آخرت میں ملاحظہ فرمایا حضور نبی کریم علیہ السلام نے شب معراج ایک جسم شریف ایک وقت میں تین عالموں میں ملاحظہ فرمایا۔ عالم دنیا، عالم برزخ، عالم آخرت میں۔ یہ طاقت سرکار موسیٰؑ علیہ السلام کی ہے جو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یقیناً کم درجہ رکھتے ہیں تو جب وہ ایک وقت میں تین عالموں میں موجود ہیں تو ہمارے نبی کریم علیہ السلام ان سے بطریق اولیٰ ہر عالم میں ہر جگہ موجود ہیں کیونکہ اگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر موجود نہ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی انبیاء سے الگ علیحدہ خصوصیت نہیں رہتی۔ اسی وجہ سے حضرت علامہ شیخ نور الدین حلی فرماتے ہیں

لکن یختص نبینا باقتلاء الکون بہ عن موسیٰ وعن غیرہ لان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تقرب وترقی لیلۃ الاسراء الی ما لا قدرۃ لملك المقرب وبنی مرسل الی الوصول الی تخطیہ خطرۃ عنہ..... الخ

(ترجمہ) تمام عوالم سفلی علوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے پڑے ہیں۔ حضور ہر جگہ موجود ہیں۔ یہ خصوصیت خاصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء کرام سے ہے کیونکہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مقامات طے فرمائے جہاں کسی نبی رسول فرشتے کو پہنچنا ممکن نہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کمال میں کوئی شریک نہیں۔

تعریف اہل اسلام والایمان بان محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم

لا یخلو منہ مکان ولا زمان (جوامع البحار ۲/۱۲۴)

(دلیل دوسرا)

حدیث ما تقول فی هذا الرجل لمحمد

(بخاری، ۱/۱۸۳)

پر کلام

جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں تو صاحب قبر سے کہتے ہیں ما تقول فی هذا الرجل "علامہ جانتے ہیں کہ ہذا اسم اشارہ ہے جس کی وضع حقیقی مشار الیہ محسوس مبصر حاضر کے لیے ہے اور بلا وجہ مراد مشار الیہ ذہنی لینا شارع علیہ السلام کی کلام کو بدلنا جبکہ کوئی استحالہ شرعی نہیں ہے تو کیسے یہ معنی لیے جائیں گے۔ امام نور الدین فرماتے ہیں :

فوجب ان يكون حاضراً بجسده الشريف بلا كلام -
(تو واجب ہے کہ مسلمان عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم منور کے ساتھ جلوہ گری فرماتے ہیں۔)

یہ بات قابل غور ہے کہ یہ سوال ما تقول فی هذا الرجل؛ کیا اس امت کے ساتھ خاص ہے یا نہ۔ اس مسئلہ میں ائمہ محققین کے تین مسلک ہیں :

- ۱۔ اس بارے میں توقف ہے۔
 - ۲۔ اس امت کے ساتھ خاص ہے۔
 - ۳۔ عام ہے۔ اس امت اور باقی ائم سب کو شامل ہے۔
- هذا هو الاظهر الاحق کیونکہ میرے حضور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے الفاظ مبارکہ مطلق ہیں کسی زمانے، کسی مکان، کسی امت کی قید نہیں۔
 المطلق یجری علی اطلاقہ ہے۔ یہ تینوں مسلک حافظ ابن قیم کی کتاب "الروح"
 میں دیکھو۔ اور پھر جب یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات
 مبارکہ میں فرمائی تھی تو اس وقت بھی مخلوق دنیا سے انتقال کرتی تھی اور جب حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ گرہ ہوئے تھے اس وقت بھی دنیا انتقال کرتی تھی اور
 جب سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے پردہ شریف ہوا ہے اُس وقت سے ابھی
 تک دنیا انتقال کرتی ہے اور سب سے مَا لَقُولُ فِي هَذِهِ الرَّجُلِ ہی سوال
 ہوتا ہے تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ہر قبر میں ہر
 زمانہ میں بحسبہ الشریف جلوہ گری فرماتے ہیں۔ یہ شان اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم محبوب
 عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔ (کتاب الروح : ۱۷۳)

(دلیل سوئم)

مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ

پیر کلام !

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَيَرَانِي	جو مجھ کو خواب میں دیکھے گا وہ عنقریب
فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ	بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان
الشَّيْطَانُ لِي۔	میری شکل رحمت میں آنے کی طاقت
(بخاری ۲/۱۰۳۵)	نہیں رکھتا۔

امام جلال الدین سیوطی نے فیرانی فی الیقظہ کے تین معنی بیان فرمائے ہیں:
 بعض نے فیرانی فی الیقظہ ای فی القیامۃ مراد لیا ہے اور اس معنی کا
 رد کیا گیا ہے کیونکہ اس تخصیص میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ قیامت کو جس نے خواب
 میں زیارت کی وہ بھی اور جس نے نہیں کی وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں
 گے پھر تخصیص کا کیا مطلب اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے
 جو مسلمان میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں ایمان لاتا ہے وہ بیداری
 میں مدینہ منورہ پہنچ کر ضرور زیارت کرے گا اپنے مرنے سے پہلے۔ اور ایک
 علماء کے گروہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث شریف اپنے ظاہر پر ہے۔ جو شخص جس
 زمانے میں جس مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ خواب میں کر لگا
 وہ دنیا سے مرے گا نہیں جب تک سر کی آنکھ سے حالت بیداری میں زیارت
 نہ کرے گا۔ یہی قول قاضی ابوبکر ابن العربی نے کیا ہے۔

شیخ ابو محمد بن ابی جبرہ نے اس حدیث پاک پر مندرجہ ذیل تبصرہ کیا ہے:
 جو غلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھے کیا وہ بیداری میں ضرور
 دیکھے گا! کیا یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے؟ مطلقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے حالت
 ظاہری میں یا دنیا سے پردہ کے بعد بھی یا خاص ہے حیات ظاہری دنیاوی کیساتھ
 اور پھر یہ زیارت خاص اولیاء کرام اہل اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ شیخ فرماتے ہیں
 الحدیث لعطلی العموم حدیث شریف سے عموم نکلتا ہے اور جو حدیث کو خاص
 کرتے ہیں انہوں نے تعسف سے کام لیا ہے اور بعض لوگوں نے عموم پر یقین
 ہی نہیں کیا اور اپنی عقل سے کہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا دنیا سے پردہ ہو چکا ہے تو مسلمان زندہ دنیا میں کیسے حضور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کو دیکھ سکتا ہے بیداری میں! یہ نہیں ہو سکتا۔

شیخ نے ایسے لوگوں کا ردِ بلیغ فرمایا ہے فرمایا حدیث کو خاص کرنے میں

دو خرابیاں ہیں :

پہلی خرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایمان نہ لانا ہے جن کی شان

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ

دوسری خرابی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہالت ہے، اس کو عاجزاننا

ہے۔ کیا اس نے سورۃ بقرہ میں بقرہ کے قصہ کو نہیں دیکھا ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

اضربوه ببعضها كذلك يحيي الله الموتى۔ اور قصہ سرکار ابراہیم علیہ السلام

کا پرندوں والا نہیں سنا ہے اور قصہ سرکار عزیر علیہ السلام کا نہیں پڑھا ہے۔ اللہ یہ

قدرت رکھتا ہے کہ مردے کو گائے کے گوشت کے چھوٹے سے اس کی حیات کا سبب

بناتا ہے اور سرکار ابراہیم علیہ السلام کی نڈا جانوروں کی حیات کا سبب ہے اور سرکار عزیر

علیہ السلام کا تعجب ان کی حیاتی اودان کے گدھے کی حیات کا سبب ہے سو سال کے

بعد اور وہ اللہ قادر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا سبب بنا دے حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا۔

حضرت علامہ شیخ ابن ابی جبرہ نے بعض صحابہ سے ذکر کیا ہے، حضرت ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ خواب

میں فرمائی اور پھر اس حدیث کو یاد فرمایا۔ اس میں بڑا تفکر کیا اور حضرت ابن عباس سرکار

ام المؤمنین سرکار مسمونہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اپنے خواب کا سارا قصہ بیان کیا

سرکار یمونہ کھڑی ہوئیں۔ اندر حجرے سے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ مبارک

لے آئیں۔ سرکار ابن عباس فرماتے ہیں میں نے آئینہ دیکھا۔ آئینہ میں حضور نبی کریم علیہ

الصلوة والسلام کی شکل نورانی نظر آ رہی تھی۔ میری شکل آئینہ میں نظر نہ آتی تھی۔ اور پھر

نقل فرمایا سلف خلف سے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور

اس حدیث پر ایمان صادق رکھتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد بیداری میں دیکھا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کئے۔ اپنی کئی ایک مشکلیں حل کروائیں۔ کیونکہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا منکر ہے دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ادلیاء کرام کی کرامت کا قائل ہے یا منکر ہے۔ اگر منکر ہے تو اس سے ہماری کلام ہی نہیں کیونکہ وہ حدیث صحیح مضمون کا منکر ہے۔ اگر کرامت کا قائل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا بھی کرامت ہے۔ کیونکہ ادلیاء کرام بطور کرامت عالم علوی سفلی میں ایسی بہت سی اشیاء ملاحظہ کرتے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں کرتے۔۔۔ انتہی کلام۔

قول سیدی ابن ابی جبرہ شارح بخاری کے باریں شیخ امام جلال الدین فرماتے ہیں ان ذلک عام و لیس بخاص یعنی سرکار ابن ابی جبرہ کا فرمانا یہ حدیث عام ہے خاص نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس مسلمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے وہ مسلمان ضرور بالضرور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں سر کی آنکھ سے دیکھے گا اگرچہ ایک مرتبہ ہی سہی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود وعدہ فرمایا ہے۔ جب حضور نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمایا ہے تو عام مسلمانوں کو یہ سعادت وقت مرنے کے (نزع کے وقت) نصیب ہوتی ہے۔ مسلمان کا روح جسم سے نہیں نکلے گا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آنکھ سے بیداری میں نہ کرے۔ وفاء بوعده الشریف۔ انتہی کلام الکلام۔

(السیوطی بلفظ فی تنویر الخلق)

ادلیاء کرام کا میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا اکثر دفعہ

ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت !

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر چکے تو ایک اعرابی آیا۔ اس نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر ڈال دیا اور قبر شریف کی مٹی لے کر اپنے سر پر ڈالی اور زبان سے عرض کیا : یا رسول اللہ ہم نے آپ کا قرآن پڑھا اور اس میں حکم ربی پڑھا :

رَلُّوْا اَنْفُسَكُمْ اِذَا ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ	اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں
جَاؤْا فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ	تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں
وَاسْتَغْفِرْ لَكُمْ الرَّسُوْلُ	اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول
لَوْحِدُوْا اللّٰهَ تَوْ اَبَا رَحِيْمًا	ان کی شفاعت فرمائیے تو ضرور اللہ کو بہت
(النساء ۶۴)	توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

میں نے اپنی جان پر ظلم کئے ہیں اور آپ کو بخشوانے والا پاتا ہوں۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی

قَدْ غُفِرَ لَكَ جاتیری بخشش ہو گئی۔

تفسیر ابن کثیر : ۱/۱۵۲

سرکار عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت امام اجل امام عطاء الدین اسماعیل بن حبتہ اللہ بن طہس کا عقیدہ
اولیاء کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی پلانا !

عبد اللہ بن سلام صحابی فرماتے ہیں کہ میں سرکار عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس

محصور کے دنوں میں گیا۔ سرکار عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوف میں جلوہ گر دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے عثمان! تیرا محاصرہ کیا گیا ہے؟“
 میں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)“
 فرمایا: ”تو پیاسا ہے؟“
 میں نے کہا: ”ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“

پھر حضور نے میری طرف ایک ڈول پانی کا لٹکایا جس سے میں نے پیٹ بھر کر پانی پیا۔ اب تک اس کی سینے میں ٹھنڈک پاتا ہوں۔ فرمایا اگر تم چاہو تو دشمنوں پر فتح پاؤ اور اگر چاہو ہمارے پاس شام کو روزہ افطار کرو۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپ کے پاس ہی روزہ افطار کروں گا۔ چنانچہ اسی دن حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت ہوئی۔

(الحادی للفتاویٰ ۲۶۲/۲)

ملائکہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو سلام کرنا

سرکار عمران بن حصین سے ملائکہ کرام سلام فرماتے تھے۔ یہ حدیث مسلم شریف میں موجود ہے اور علامہ قرطبی مسلم شریف کی شرح میں فرماتے ہیں ملائکہ کرام کا سلام فرمانا سرکار عمران بن حصین کو بطور اکرام و احترام کے ہے اور اس سے دل کی کرامت کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ حضور سیدی امام المحدثین امام نووی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شرح مسلم میں یہی فرماتے ہیں اور اس حدیث کو حضرت حاکم الحدیث نے مستدرک میں نقل فرمایا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں نقل فرمایا اور حافظ ابن اثیر نے کتاب النہایہ میں نقل فرمایا و آخر ج ابن سعید فی الطبقات عن قتادہ ان الملائکۃ کانت تصافحہ عمران بن حصین ملائکہ کرام سرکار عمران بن حصین سے مصافحہ کرتے (التذکرہ : ۱۹۱)

ملائکہ کرام کا غلاموں سے مصافحہ کرنا

حضرت محدث ابو نعیم دلائل النبوة میں فرماتے ہیں : تسلم علیہ الملائکۃ من جوانب بیتہ۔ گھر کے چاروں اطراف سے ملائکہ سرکار عمران بن حصین کو سلام کرتے تھے۔ حضرت غزالہ فرماتی ہیں ہمیں سرکار عمرانؑ نے حکم دیا ہوا تھا گھر کو ہر وقت صاف شفاف رکھو اور ہم لوگ السلام علیکم السلام علیکم کی آواز سنتے تھے ولا نری احداً اور ہم کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ قال الترمذی هذا تسلیم الملائکۃ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ ملائکہ کا سلام تھا۔

(رداء الترمذی فی تاریخہ والنعیم والبیہقی فی دلائل النبوة)

حجتہ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حضرت سرکار امام غزالی اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں فرماتے ہیں جب میں علوم ظاہری کی تعلیم سے فارغ ہوا تو میں صوفیائے کرام کے طریقے کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ صوفیائے کرام کی سیرت احوال افعال اقوال اعمال دنیا بھر میں سب سے بے نظیر بے مثال ہوتے ہیں کیونکہ صوفیاء کرام کے احوال نور نبوت سے مشابہت اخذ ہوتے ہیں۔ ہم فی یقضتہم یشاہدون الملائکۃ وادراج

الانبياء وليسمعون منهم اصواتاً وليقتبسون منهم فوائد : صوفیاء کرام بیداری میں ملائکہ کرام، انبیاء کرام کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ ان سے ہم کلام ہوتے ہیں یہاں تک ترقی کرتے ہیں کہ ان کے احوال کو قلم تحریر نہیں کر سکتی۔

(انتہا کلام حجة الاسلام الامام الغزالی قد نفعه السيوطي في تنوير المحلك)

قاضی ابوبکر ابن العربی شاگردِ رشید امام غزالی کا عقیدہ

قاضی ابوبکر ابن العربی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں :

”اولیاء کرام کا یہ مذہب ہے کہ جب انسان کو نفس کی طہارت صفائی قلب سے حاصل ہوتی ہے اور دنیا کے سب علائق و سائلط کا انقطاع کلی طور پر ہو جاتا ہے اور کلی طور پر توجہ الی اللہ ہو جاتی ہے تو دل کے حجاب اٹھ جاتے ہیں اور ولی کامل

راسی الملائكة وسمع اقوالهم	ملائکہ کرام، انبیاء کرام کو
واطلع على ارواح الانبياء	دیکھتے ہیں، ان سے مکالمہ کرتے
وسمع كلامهم روية الانبياء	ہیں۔ انبیاء کرام ملائکہ کرام کو دیکھنا
والملائكة وسمع كلامهم	ان کا کلام سنا مومن کے لیے بطور
ممكن للمؤمن كرامة للكافر	کرامت ہے اور کافر کے لیے بطور
عقوبة.	حسرت۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام اور علامہ ابن الحجاج مالکی کا عقیدہ

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام اور علامہ ابن الحجاج فرماتے ہیں :
”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا بہت بڑا کام ہے اگرچہ لیے افراد بہت کم ہیں مگر ہم اہل سنت اس کے منکر نہیں ہیں ہم

اولیاء کرام کا طین رحمہم اللہ اجمعین کے حق میں اس کو مانتے
ہیں: (من عقائد اہل السنۃ: ۳۵۳)

دارِ فنا و نسیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت جو کہ دارِ بقا میں ہے

صاحب مدخل فرماتے ہیں:

قد انکر بعض العلماء
الظاهر رؤیت النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی الیقظة
وعلی ذلك بان قال العین
الفانیة لا تری العین
الباقیة والنبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی دار البقاء
والرئی فی دار الفناء وکان
سیدی ابو محمد بن ابی
جسرة یحلّ هذا الاشکال و
یردہ بان المؤمن اذا مات
بیر اللہ وھو لا یموت والواحد
منہم یموت فی کل یوم سبعین
مرّة انہی کلام

بعض ظاہری لوگوں نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حالت بیداری
میں کرنے سے انکار کیا ہے اور دلیل
یہ دی ہے کہ فانی آنکھ باقی آنکھ کو نہیں
دیکھ سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دارِ بقا
میں ہیں اور دیکھنے والا دارِ فنا میں۔
وہ کیسے دیکھ سکتا ہے۔ اس کا جواب
حضرت ابو محمد بن ابی جبرہ نے یوں فرمایا
ہے کہ مومن جب دنیا سے انتقال کرتا
ہے تو ذات باری کو دیکھتا ہے جو کہ دائم
و قائم ہے اور موت سے پاک ہے۔
اور ولی کامل تو دن میں ستر مرتبہ مرکب
جیتے ہیں تو وہ کیونکر نہیں دیکھ سکتے؟
بلکہ دیکھتے ہیں حالت بیداری میں۔

قاضی شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبد الرحیم بازری کا عقیدہ

حضرت علامہ شیخ کامل حضرت شرف الدین ہبۃ اللہ فرماتے ہیں :
 وقد سمع من جماعة من اور تحقیق سنا گیا ہے ہمارے زمانے
 الاولیاء فی زماننا و قبلہ کے اولیائے اور پہلوں سے کہ انہوں
 انہم باؤ النبی صلی اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری
 علیہ وسلم فی القیظۃ حیًا میں بعد وصال شریف کے دنیا میں
 بعد وفاتہ ۔ حیات دیکھا ۔

وقد ذکر ذالک الشیخ الامام شیخ الاسلام البرالبیان بنتا ابن
 محمد بن محفوظ الدمشقی فی لفظتہ ۔

(توثیق عزى الابیان)

شیخ اکمل الدین بابر قی حنفی کا عقیدہ

شیخ الاسلام اکمل الدین حنفی تحت حدیث من رانی فی المنام
 فیسیرانی فی القیظۃ ۔۔۔ الخ فرماتے ہیں :

دو شخصوں کا بیداری یا خواب میں اجتماع بسبب ان کے اتحاد
 کے ہے اور اتحاد کے پانچ اصول عقلی ہیں (۱) اتحاد ذات میں ہوگا ۔
 (۲) صنعت میں ہوگا (۳) حال میں ہوگا (۴) فعل میں ہوگا (۵)
 مرتبہ میں ہوگا ۔ جس قدر دو شخصوں میں اتحاد ان پانچ اصولوں میں ہوگا
 اتنا ہی زیادہ ان کا اجتماع ہوگا ۔ ان اصولوں میں جتنا بعد ہوگا دو
 شخصوں میں اتنا ہی بعد ہوگا ۔ اور جن میں اتحاد مکمل ہو جائے ان کی علیحدگی

ایک دوسرے سے محال ہو جاتی ہے۔

من حصل الاصول الخمسة جس کو اصول خمسہ حاصل ہو جائیں اور
رمثت المناسبة بينه اس کو مناسبیت گزرتے ہوئے کا ملین
وبين ارواح الكمل سے ہو جائے وہ جب چاہے بیداری
اجتمع بهم مثنى شاء میں ان سے ملاقات کر لیتا ہے۔

(شرح المشرق)

شیخ صفی الدین بن ابی منصور اور امام عبد اللہ یافعی کا عقیدہ

حضرت شیخ صفی الدین نے اپنے رسالہ میں اور حضرت عارف کامل امام الائمہ
امام یافعی مکی مینی نے روضۃ الریاحین میں فرمایا:

قال الشيخ الكبير قدوة حضرت شیخ الشیوخ حضرت ابو عبد اللہ
الشیوخ العارفين وبركته قرشی فرماتے ہیں کہ مصر میں سخت
اهل زمانه ابو عبد الله قحط پڑ گیا۔ میں نے دعا کا ارادہ کیا
القرشي لما جاء الكبير الى مجھے روک دیا گیا میں نے ملک شام کا
ديار مصر توجهت لان ارادہ کیا، سفر کیا۔ جب حضرت ابراہیم
ادعوني فليلي لا تدع فما کے مزار شریف پر حاضر ہوا تو حضرت
يسمع لدخل منكم في هذا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی
الامر دعافسافوت الى میں نے کہا یا نبی اللہ! میری بہانی
الشام تلتاني الخليل فقلت آپ کے پاس اہل مصر کے لیے دعا
يا رسول الله اجعل ضيافتي کرنا ہے۔ حضور نے دعا فرمائی۔
عندك الدعاء للاهل ان کی قحط سالی جاتی رہی۔

المصرفدعاء لهم فخرج الله عنهم الخ
حضرت امام یافعی فرماتے ہیں : ملاقات حق ہے۔ اس کا انکار نہ کرے گا
مگر جاہل نادان بے وقوف جو اولیاء کرام کے حالات کو نہیں جانتا :

ہم یشاہدون فیہا ملکوت	اولیاء کرام اپنے احوال میں زمینوں سے
السموات والارض وینظرون	آسمانوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ انبیاء
الانبیاء احياء غیر اموات	کرام سے بیداری میں ملاقات کرتے
کما نظر النبی صلی اللہ	ہیں جیسا کہ حضور نے شب معراج
علیہ وسلم الی موسیٰ علیہ	سوسے کو قبر میں اور پھر ان کو اور باقی
السلام فی الارض و نظره	انبیاء کرام کو آسمانوں میں
ایضاً هو وجماعۃ من	ملاحظہ فرمایا۔ ان سے بات چیت
الانبیاء فی السموات و	فرمائی۔ اور یہ عقیدہ اہل
سمع منهم مخاطبات و	سنت کا ثابت کیا جا چکا ہے کہ جو
قد تقرر ان ما جاز	چیز نبیؐ معجزہ بن سکتی ہے، ولی کی
للانبياء معجزة جاز	کرامت بھی بن سکتی ہے۔ الخ
للانبياء کرامة بشرط	

عدم التحدی انتہی کلام الامام یافعی (در وصفہ الریاضین)

شیخ سراج دین ابن ملقن کا عقیدہ

اور
حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کی شان شریف

حضرت شیخ کامل عارف اکمل محدث اعظم ابن ملقن نے اپنی کتاب۔

طبقات الاولیاء میں نقل فرمایا ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظمؑ فرماتے ہیں دیکھا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں ظہر کی نماز سے پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچہ وعظ کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ! میں غبی ہوں۔ اہل بغداد عربی بولتے ہیں، میں عربی میں کیسے وعظ کروں ارشاد فرمایا : منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ لعاب دہن شریف میرے منہ میں ڈال دیا۔ ظہر کی نماز پڑھا کر میں منہ پر بیٹھا۔ مخلوق بے حد جمع ہو گئی تو کیا دیکھا کہ سرکار علی شیر خدا میرے سامنے مجلس میں جلوہ گری فرما رہے ہیں۔ مجھے فرمایا : بچہ وعظ کہو۔ میں نے کچھ عند عرض کیا۔ سرکار شیر خدا نے چھ مرتبہ لعاب شریف میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے عرض کیا، آپ نے سات مرتبہ کیوں نہیں ڈالا۔ فرمایا : ادباً مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (روح المعانی ۲۲/۳۵)

حضرت خلیفہ بن موسیٰ کی شان شریف!

طبقات الاولیاء میں حضرت خلیفہ حضرت بنی کریم روف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں بہت دفعہ دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنا تمام کاروبار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ کر کرتے تھے اور ایک رات انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف مرتبہ بیداری میں دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا : اے خلیفہ کئی اولیاء میرے دیکھنے کی حسرت میں مر گئے۔

حضرت شیخ امام الکمال الادفوی کا عقیدہ

حضرت شیخ کمال الادفوی اپنی کتاب المطالع السعید میں فرماتے ہیں حضرت

صفی ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ اسوانی ایسی جو کہ مرید ہیں حضرت ابو یحییٰ بن شافع کے اور
 حضرت کے شاگردوں میں اجل المحدثین ہیں جیسے ابن دقیق السعید وابن النعمان و قطب
 عسقلانی اتنے بڑے بڑے اکابر محدثین ہیں۔ شرح بخاری ان کی شاگردی کا ناز رکھتے ہیں
 کان یذکرانہ یری النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یجتمع بہ حضرت
 صفی کی یہ شان ذکر کی جاتی تھی کہ وہ بہت دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری
 میں ملے ہیں۔

شیخ عبد الغفار بن نوح القوصی کا عقیدہ

حضرت شیخ عبد الغفار بھی حضرت صفی مذکور کی شاگردی کا ناز رکھتے تھے اپنی
 کتاب الوحید میں فرماتے ہیں:

کان یخبرانہ یری النبی	انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم فی	صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لمحہ پیش نظر دیکھا۔
کل ساعة حتی لا تکاد ساعة	اور آپ نے قیامت تک کے بار میں
الا و یخبر عنہ الخ	خبر دے دی۔

(کتاب الوحید)

اولیاء کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت حاضر دیکھنا

(ترجمہ) حضرت شیخ کامل حضرت صفی ہر گھڑی ہر آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری
 میں دیکھتے تھے۔ کوئی گھڑی ایسی نہ گزرتی تھی جس میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی
 خبر نہ دیتے تھے۔

حضرت شیخ ابو عباس مرتسی کی شان شریف

حضرت شیخ عبدالغفار فرماتے ہیں :

کان للشیخ ابی العباس وصلہ
بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا سلم علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم رد علیہ السلام۔
(کتاب الوحید)

حضرت شیخ ابو العباس المرتسی کا اس
قدر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
تعلق تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے سلام عرض کرتے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم اسی وقت جواب شرف
فرماتے۔

اولیاء کرام کامیہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت مصافحہ کرنا

حضرت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ کا عقیدہ

حضرت شیخ الاسلام شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ محدث فرماتے ہیں :

قال رجل للشیخ ابی العباس
المرتسی باسیدی صافحنی
بکفک ہذہ فانک لقیث
رجالاً دبلاداً فقال واللہ
ما صافحت بکفی ہذہ الا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم۔ (طائف المتن)

ایک غلام نے سرکار شیخ ابو العباس
سے عرض کیا کہ حضرت اپنے دست
رحمت سے مصافحہ فرمائیں کیونکہ
آپ نے بڑے بڑے اولیاء کی
زیارت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ
خدا کی قسم میں نے اپنے ہاتھ سے
کسی سے مصافحہ نہیں کیا مگر میں تو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مصافحہ کیا کرتا ہوں۔

اولیاء کرامؑ آنکھ جھکنے کی مقدار بھی حضور ﷺ
کو غائب نہیں پاتے بلکہ ہر آن حاضر دیکھتے ہیں۔!

حضرت شیخ تاج الدین فرماتے ہیں :

قال الشيخ ابو العباس
المرستی لو حجب عنی
رسول الله صلى الله عليه
وسلم طرفه عين فاعدت
نفسی من المسلمین . الخ

حضرت شیخ ابوالعباس مرستی فرماتے ہیں کہ
اگر ایک آنکھ کا پل جھکے بھر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوشیدہ ہو
جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں
میں شمار نہیں کرتا۔

(لطائف المنن)

شیخ عبد الرحیم قنادی شیخ احمد رفاعی شیخ ابوالعباس بلخیؒ

امام جلال الدین سیوطیؒ اور دیگر اولیاء کرام کا عقیدہ حاضر و ناظر پر اجتماع

دل کو دلائل قطب کو قطبیت ، اوتاد کو اوتادیت نہیں ملتے
جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر کا آنکھ سے بیداری
میں مشاہدہ نہ کر لیں۔

حضرت شیخ صفی الدین بن ابی منصور اپنے رسالہ میں اور حضرت شیخ عبد الغفار
کتاب الوحید میں فرماتے ہیں

عن الشيخ ابی الحسن
الونانی قال اخبرنی الشیخ

شیخ ابوالحسن سے روایت ہے۔
فرماتے ہیں خبر دی مجھے شیخ ابوالعباس

عن الشيخ إلى الحسن الوثاني
قال أخبرني الشيخ أبو العباس
قال وردت على سیدی
احمد بن رفاعی فقال لی ما
انا شیخک شیخک عبد الرحیم
بقنا فوافوت الی قنا فدخلت
علی الشیخ عبد الرحیم فقال
عرفت رسول الله صلی الله
علیه وسلم قلت لا قال
روح الی بیت المقدس فحين
وضعت رجلی واذا باسما
والارض والعرش والكرسى
مملوءة من رسول الله صلی
الله علیه وسلم فرجعت
الی شیخ فقال لی عرفت
رسول الله صلی الله علیه
وسلم قلت نعم قال الآن
كملت طرقك لم تكمن
الاقطاب اقطاباً وادقاً و
الاولیاء اولیاءاً الا بمعرفته
صلی الله علیه وسلم الخ
(تنویر الحکک)

بلخی نے فرمایا کہ تیرا شیخ میں نہیں
تیرا شیخ عبد الرحیم قنا ہے۔ میں تنا گیا
شیخ عبد الرحیم کے پاس حاضر ہوا تو شیخ
نے مجھے کہا تم بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
پہچانتے ہو میں نے عرض کیا نہیں
فرمایا بیت المقدس جاؤ بنی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی پہچان کر آؤ۔ میں بیت المقدس
گیا جب میں نے بیت المقدس میں اپنا
قدم رکھا تو دیکھتا کیا ہوں ساتوں سماں
ساتوں زمینیں عرش و کرسی حضور
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے
پڑے ہیں۔ خدا کی خدائی میں کوئی جگہ
حضور سے خالی نظر نہیں آتی۔ میں
شیخ کے پاس آیا فرمایا بنی صلی اللہ علیہ
وسلم کی پہچان ہوئی، عرض کیا کہ پہچان
ہو گئی۔ فرمایا اب تو کامل اکمل طریقے
کا مسلمان بن گیا ہے۔ اور کوئی
قطب نہیں ہوتا اور کوئی اقداد نہیں
نہیں ہوتا اور کوئی دلی نہیں ہوتا
مگر بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان

شیخ نور الدین حلبی کے رسالہ کی عبارت — ائمہ محققین اور محدثین اہل سنت کا اجماع !

حضرت شیخ المحدثین امام اجل شیخ علی نور الدین حلبی اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں:

والذی تقول ان شاء الله
ان الامر كما قال جلال السيوطي
واخص من ذلك وان الذي
لمداه ان جوده الشريف
لا يخلو منه زمان ولا مكان
ولا محل ولا امكان ولا عرش
ولا لوح ولا كرسي ولا برد
لا بحر ولا نهمل ولا عرو
لا برزخ ولا قبر - الخ

کہ ہمارا عقیدہ اہل سنت کا ایسا ہی
ہے جیسا علامہ جلال الدین السيوطيؒ
نے فرمایا ہے اور جو میں عقیدہ رکھتا
ہوں وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے جسم شریف سے نہ کوئی
زمانہ خالی ہے نہ کوئی مکان نہ کوئی محل
نہ مکان نہ عرش نہ لوح نہ کرسی نہ قلم
نہ خشکی نہ تری نہ زمی نہ سختی نہ برزخ
نہ قبر..... الخ

(جواہر البحار: ۲/۱۱۳)

قاضی خان کی عبارت کا جواب

وہ یہ ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور کہے کہ میں نے نکاح کا گواہ خدا رسول

کو بنایا ہے، وہ کافر ہو جاتا ہے مسند نکل آیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جانے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

حضرت علامہ امام اہل امام الائمہ حضرت جلال الدین السیوطی نے قاضی خان کی عبارت کا جواب "تنویر المحکم" شریف میں فرمایا کہ قاضی خان کی عبارت کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان کر کافر ہوا ہے۔ کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر تو ہیں تو پھر کافر کیوں ہے؟ فرمایا:

کیونکہ اس قول کے ضمن میں ایک حدیث متواتر کا انکار کر رہا ہے: (لا نکاح الا بشہود) لہذا کفر حدیث متواتر کے انکار کی بنا پر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننے کی بنا پر نہیں اور حدیث متواتر کا منکر یقیناً کافر ہے۔

شیخ عبد اللہ دلاصی کا عقیدہ:

اولیاء کرام کا خانہ کعبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا فرمانا

شیخ عبدالغفار "الوحید" میں فرماتے ہیں:

حضرت شیخ عبد اللہ دلاصی کو میں	ممن رأیتہ بکۃ الشیم
نے دیکھا کہ ساری عمر میں ایک ہی	عبد اللہ الدلاصی اخبرنی
نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ یہ کہ میں مسجد	انہ لم تصح لہ صلاۃ فی
خانہ کعبہ میں صبح کی نماز میں تھا۔	عمۃ الاصلوۃ واحده
جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو میں	قال و ذالک انی کنت
نے بھی تکبیر تحریمہ کہی تو مجھے	بالمسجد المحرام فی صلوۃ
ایک وجدانی حالت ہو گئی۔ پس میں	الصبح فلما احرم الامام

واحرمت اخذتني اخذه
 قدأت رسول الله صلى الله
 عليه وسلم يصلي إماماً و
 خلفه العشر فضليت
 معهم وكان ذلك في
 سنة ۶۳ هجری فقرا
 صلى الله عليه وسلم في
 الركعة الاولى سورة المدثر
 في الثانية عم يتساءلون
 الخ -

نے اس حالت میں حضور نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم امام بن کر
 نماز پڑھا رہے ہیں۔ صحابہ عشرہ
 مبشرہ حضور کے مقتدی بن کر نماز
 پڑھ رہے ہیں اور میں بھی نماز میں
 شریک ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۳ ہجری
 کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی
 رکعت میں سورۃ المدثر، دوسری
 میں عم يتساءلون پڑھی۔

حضرت شیخ ابوالعباس الحرار کا عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولایتیں تقسیم فرمانا

حضرت علامہ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں : فرمایا مجھ سے
 شیخ اجل شیخ ابوالعباس الحرار نے
 وحلت علی النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم مرة فوجد
 قد یکتب منا شہیر
 الاولیاء بولایتہ وکتب
 میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کو اولیاء کرام کے ولایت نامے
 لکھواتے پایا اور میرے بھائی محمد
 کا ولایت نامہ بھی ان میں تھا اور

لاخیرہ محمد منهم منشوراً بجائی محمد کے چہرے پر اس قدر
الجز۔ نور تھا جس کی وجہ سے ان کے

ولایت ظاہر تھی۔

ہم نے شیخ سے سوال کیا نور کا۔ جواب فرمایا :

نفخ النبی صلی اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
علیہ وسلم وجہہ فارت میرے چہرے پر پھونک ماری
النفختہ هذا النور۔ تھی۔ یہ نور اس پھونک رحمت

کا نشان ہے۔

حضرت شیخ ابو عبد اللہ القرطبی کا عقیدہ

حضرت شیخ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں : میں نے حضرت
سیدی علامہ قرطبی کو جو کہ حضرت علامہ قرشی کے مریدوں میں سے ہیں، دیکھا۔ علامہ
قرطبی کا قیام اکثر مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔

۱۔ دکان لہ بالنبی صلی اللہ علامہ قرطبی کو حضرت صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و علیہ وسلم سے اس قدر رابطہ کہ وہ
اجوبۃ ورد السلام سلام عرض کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا جواب ارشاد فرماتے تھے اؤ
دیگر کلام بھی ہوتا تھا۔

شیخ ابو العباس العسقلانی کا عقیدہ

حضرت امام صفی الدین مذکور فرماتے ہیں میں نے مصر میں شیخ ابو العباس

عسقلانی کی زیارت کی جو کہ حضرت قرشی کے خاص مریدوں سے تھے اور مصر کے بڑے بزرگوں سے تھے وہ آخری عمر میں اکثر مکہ مکرمہ میں ہی رہتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا :

فقال له النبي صلى الله عليه وسلم اخذ الله بيدك يا احمد ولا بال -
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا ہاتھ پکڑ لیا ہے۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔

اولیاء کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر حدیث کی صحت معلوم کر لیتا !

عن بعض الاولیاء انه حضر مجلس فقیہ فرودى ذلك الفقیہ حدیثا فقال له الولی هذا الحدیث باطل فقال الفقیہ ومن ابن کذا هذا! فقال هذا النبى صلى الله عليه وسلم واقف على رأسه يقول انى لم اقل هذا الحدیث وكشف الفقیہ بعض اولیاء کرام ایک فقیہ کی مجلس میں حاضر تھے۔ اس فقیہ نے ایک حدیث کی روایت کی۔ ولی نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہے؟ ولی نے فرمایا یہ نبی کریم تیسرے سر پہ قیام فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نہیں فرمائی۔ فقیہ کو ولی کی برکت سے کشف ہو گیا

نواہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت شریفہ کر لی۔

محدث ابن الفارسی کا عقیدہ

ولی اللہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنانا اور حالت نماز میں معانقہ کرنا!

حضرت محدث امام ابن الفارسی فرماتے ہیں: میں نے حضرت شیخ
وقت حضرت علی سے سنا کہ میں پانچ سال کا تھا اور قرآن کریم اپنے استاد حضرت
حضرت یعقوب کے پاس پڑھتا تھا:

فایتہ یوماً فرأیت صلی	میں ایک روز استاد کے پاس
اللہ علیہ وسلم یقطہ لامناً	حاضر ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ
وعلیہ قمیض ابیض	علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا۔
قطن ثم رأیت القمیض	حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قمیض
علی فقال لی اقرأ فقرأت	رحمت سفید رنگ کی تھی۔ پھر
علیہ سورۃ والضحی و	میں نے قمیض کو اپنے اوپر دیکھا
الم لنشرح ثم غاب عن فلما	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بلغت احدى وعشرين	قرآن سناؤ۔ میں نے سورہ والضحیٰ
سنة احرمت لصلوة	اور الم لنشرح سنا۔ حضور صلی اللہ
الصبح بالفرقہ فرأیت	علیہ وسلم پھر تشریف لے گئے جب
النبی صلی اللہ علیہ	میں اکیس سال کی عمر کو پہنچا تو قرآن
وسلم قبالة وجهی فعانقنی	موضع میں میں نے صبح کی نماز کا

فقال لی و اما بنعمة ربك تحريمه باندھا ہی تھا کہ حضور صلی
فحدث۔ اللہ علیہ وسلم کو اپنے چہرے کے سامنے
جلوہ گر پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے معاف فرمایا اور مجھ سے
ارشاد فرمایا رب کی نعمت کا خوب ذکر کرو۔

(المفتح الالہیہ فی مناقب السادة الوفاہ)

حضرت شیخ احمد رفاعی کا عقیدہ

فی بعض الجامع حج پیڈی
احمد الرفاعی فلما وقف
تجاه الحجرة الشریفة
الشہد فی حالة الوجد
روحی کنت ارسلها
تقبل الارض عن فہی
نا بیتی و هذه نوبتی
الاشباح قد حضرت
فامدة یمینک کی نحفل
بہا شفتی فخرجت
الیہ الشریفیت من
القر الشریف فقبلها
..... الخ۔

بعض مجامیع میں ہے کہ جب حضرت
شیخ احمد رفاعی نے حج فرمایا تو
مدینہ منورہ میں حاضری دی اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
عالیہ میں شعر عرض کئے یا رسول اللہ
جب ظاہر اور کھتا تو میں اپنی روح
کو سرکار کی قدمبوسی کے لیے مدینہ
منورہ بھیجتا تھا اور اس بار جسم کی
حاضری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اپنا داہنا دست رحمت دراز فرمائیے
تاکہ میں دست رحمت کو چوم لوں۔
پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست
رحمت گنبد خضریٰ سے باہر نکل آیا۔

اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

شیخ برہان الدین بقاعی، شیخ امام ابو الفضل نوہری اور شیخ سید نور الدین ایچی کا عقیدہ !!

حضرت شیخ برہان الدین بقاعی اپنی کتاب معجم میں فرماتے ہیں:

حدثني الامام ابو الفضل	کہ بیان کیا مجھ سے حضرت امام
ان السيد النور الدين	ابو الفضل نے فرمایا کہ جب سید
الايجي لما ورد الى الروضة	نور الدین حضور صلی اللہ علیہ وسلم
الشريفة وقال السلام	کے روضہ اطہر پر مدینہ منورہ حاضر
عليك ايها النبي ورحمة	ہوئے اور سلام عرض کیا تو حضور
الله وبركاته سمع من	صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر شریف سے
كان يحضرة قائلاً من	جواب فرمایا اور سب حاضرین نے
القبر يقول عليك	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب
السلام يا ولدي.... الخ	سنا۔ اے میرے بیٹے بخیر سلام!

شیخ حافظ محب الدین بن نجار، شیخ ابو احمد داؤد، شیخ ابو الفرج
مبارک بن عبد اللہ اور شیخ ابو نصر عبد الواحد کمرخی کا عقیدہ

قال الحافظ محب الدين حضرت حافظ الحديث حافظ محب الدين

بن نجار فی تاریخہ اخباری
 ابو احمد داؤد قال أخبرنا
 ابو الفرج المبارک بمات
 عبد اللہ قال حکى شیخنا
 ابو نصر عبد الواحد الکرخی
 قال حججت وزرت
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 فبینا انا جالس عند الحجرۃ
 الشریفۃ اذ دخل الشیخ
 ابوبکر الدیار بکری و
 وقف بآزاء وجد النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم و
 قال السلام علیک یا رسول
 اللہ فسمعت صوتاً صر
 داخل الحجرۃ وعلیک
 السلام یا ابوبکر وسمع
 من حضر الخ

بن نجار اپنی تاریخ میں فرماتے
 ہیں مجھ کو ابو داؤد نے خبر دی
 فرماتے ہیں مجھ کو خبر دی حضرت شیخ
 ابو الفرج مبارک بن عبد اللہ نے
 فرمایا ہم سے ہمارے شیخ ابو نصر
 عبد الواحد کرخی نے فرمایا کہ میں
 حج کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بارگاہ عالیہ میں حاضر تھا کہ اچانک
 حضرت شیخ ابوبکر دیار بکری تشریف
 لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے مواجہہ شریف میں ٹھہر کر —
 السلام علیک یا رسول اللہ
 عرض کی تو میں نے مجرہ مبارک سے
 وعلیک السلام یا ابوبکر
 کا جواب سنا اور حاضرین مجلس نے
 بھی سنا۔

شیخ ابوالحسن محمد بن سمعون بغدادی اور حضرت ابوطاہر محمد بن علی العلانی
 عقیدہ کا

حضرت ابن بابیس نے مزمل الشبھات میں فرمایا حضرت شیخ ابوطاہر ہر فرماتے

ہیں کہ میں حضرت ابوالحسین بغدادی کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا۔ اس کی عبارت یہ
یہ ہے :

حضرت ابوالحسین بن سمعون
فی مجلس الوعظ وهو جالس
على كرسية يتكلم فكان ابو الفتح
لقواس جالساً الى جنب الكرسی
فغشيه النعاس ونام فامسك
ابوالحسین ساعتاً من الكلام
حتى استيقظ ابو الفتح ورفع
رأسه فقال له ابوالحسین
رايت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی نومك قال نعم۔
قال ابوالحسین لذلک امکت
عن الكلام ان تنزع عجمی وینقطع
ما كنت فیہ فهذا یشرع
بان ابن سمعون رأى
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لیقظة وراة صلی اللہ علیہ
وسلم ابو الفتح فی نومه
انتمی بلفظہ۔

میں حضرت ابوالحسین کی مجلس وعظ
میں حاضر ہوا اور وہ منبر پر بیٹھ کر
وعظ فرما رہے تھے۔ حضرت ابوالفتح
قواس منبر کے قریب ہی بیٹھے تھے کہ ان
کو نیند آگئی۔ حضرت ابوالحسین نے
اپنا وعظ بند کر دیا یہاں تک کہ حضرت
ابوالفتح بیدار نہ ہو گئے جب وہ بیدار
ہوئے۔ حضرت ابوالحسین نے ان سے
فرمایا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خواب میں اسی وقت زیارت کی ہے۔
آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر حضرت
ابوالحسین نے فرمایا : اسی لیے میں
نے وعظ بند کر دیا تھا تاکہ تمہاری
زیارت کرنے میں کسی قسم کا خلل نہ
آئے۔ حضرت ابن باطیس فرماتے ہیں
اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوالحسین
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری
میں دیکھا اور حضرت ابوالفتح نے
خواب میں دیکھا۔

امام ابو بکر بن ابیض — ادا

حضرت ابوالحسن بنان حمال زاہد کا عقیدہ !

حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے غلاموں کے پاس تشریف لیجانا

حضرت علامہ ابو بکر بن ابیض نے اپنی جزیر میں نقل فرمایا کہ میں نے حضرت ابوالحسن بنان حمال زاہد سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: مجھ سے بیان کیا میرے بعض اصحاب نے کہ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ ابن ثابت کے نام سے مشہور تھے،

هو قد خرج من مكة الى	وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ۶۰ سال
المدينة المنورة ستين	تک صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سنة ليس الا للسلام على	کے سلام کے لیے حاضر ہوتے رہے۔
رسول الله صلى الله عليه	ایک سال وہ کسی سبب سے حاضر نہ
وسلم ويرجع فلما كان في	ہو سکے تو وہ اپنے حجرے میں بیٹھے
بعض سنين تخلف لشغل	ہوئے تھے۔ نہ بیدار تھے نہ نیند میں
او سبب فقال بينا هو قاعد	تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر
في الحجرة بين النائم و	دیکھا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرما
اليقظان اذا رأى النبي صلى	رہے ہیں اے ابن ثابت تم تو ہماری
الله عليه وسلم وهو يقول	زیارت کے لیے نہیں آئے ہم خود
يا ابن ثابت لم تزرنا فزرناك	تمہیں ملنے تشریف لے آئے ہیں۔

اولیاء کرام کا ایک وقت میں کمی جگہ موجود ہونا

حضرت تاج الدین بن عطاء اللہ کا عقیدہ!

قطب وقت سے کوئی مکان خالی نہیں ہوتا

قال بعض التلامذۃ حججت
فلما كنت فی الطواف رأیت
الشیخ تاج الدین فی الطواف
فنویت ان اسلم علیہ اذا
فرغ من طوافہ نائما فرغ
من الطواف جئت ولم ارہ
ثم رأیتہ فی عرفۃ کذا لک
فی سائر المشاهد کذا لک
فلما رجعت الی القاہرۃ سألت
عن الشیخ فقیل طیب
فقلت هل سافر قالوا لا نبجئت
الی شیخ وسلمت علیہ فقال
لی من رأیت فقلت یا سیدی
رأیتک فقال یا فلان الرجل
الکبیر یملاء الکسون لودعی
القطب من حجر لا جاب

حضرت تاج الدین کے بعض مریدوں نے
حج کیا۔ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے
شیخ کو طواف میں دیکھا۔ ارادہ کیا
سلام عرض کروں جب پہنچا تو نہ پایا
پھر اسی طرح مقام عرفات میں شیخ
کو دیکھا۔ منی میں دیکھا۔ مزدلفہ میں
دیکھا۔ حج کے سارے مقامات میں دیکھا
جب قریب جاؤں کچھ نہ پاؤں جب
میں قاہرہ واپس آیا تو لوگوں سے
حضرت کا حال پوچھا۔ لوگوں نے
کہا بخیریت ہیں۔ میں نے کہا حضرت
حج کو گئے تھے؟ لوگوں نے کہا نہیں
پھر میں شیخ کے پاس آیا۔ سلام عرض
کیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا تم نے
کس کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا آپ
کو دیکھا۔ فرمایا اسے فلا نے دلی کامل

فاذا كان القطب يمس
الكون فسيب المسلمون
صلى الله عليه وآله وسلم
من باب الادلى .
ساری خدائی کو اپنے وجود سے پُر
کر دیتا ہے۔ اگر قطب وقت کو پتھر سے
پکارا جائے قطب وقت پتھر سے
پکار کا آواز دیں گے۔ توجب قطب
وقت سے کوئی مکان خالی نہیں ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
کیسے خالی ہو سکتا ہے؟

ان تمام اقوال کو امام سیوطیؒ نے اپنے رسالہ میں نقل فرمایا: امام سیوطی
کے رسالہ جلیلہ "المنجلی فی تطور الولی" کے
نصوص مبارکہ

اب فقیر حضرت سیدی سید العلماء والا ولیاء الکاملین حضرت
قطب وقت علامہ امام اجل امام الائمہ جلال الدین السیوطیؒ کے رسالہ "المنجلی
فی تطور الولی" کی عبارات نقل کرتا ہے جس سے یہ مسئلہ کہ اولیاء کرام ایک
وقت میں کئی جگہ ہوتے ہیں، خوب ہی واضح ہو جائے گا۔ جس سے ایمان والوں
کے ایمان تازے چہرے نوری ہو جائیں اور بد نصیبوں محروموں، مجرموں،
بد عقیدہ لوگوں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

سرکار عبدالقادر طیشطوطیؒ کا کئی جسموں میں کئی جگہ موجود ہونا۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

مجھ سے سوال کیا گیا ایک آدمی
کے بارے میں جس نے طلاق
کی قسم کی ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر
طشطوطی نے رات میرے پاس گزارا
ہے اور دوسرے آدمی نے قسم اٹھائی
کہ آپ نے وہ رات میرے پاس نہیں
بلکہ میرے پاس گزارا ہے۔ کیا اب
طلاق کسی کی ہوگی یا نہ۔ حضرت
امام فرماتے ہیں میں نے اپنا قاصد
حضرت شیخ عبدالقادر کے پاس
بھیجا تا کہ آپ سے یہ بات دریافت
کرے۔ تو آپ نے فرمایا اگر چار
مسلمان بھی کہتے کہ میں نے ہر ایک کے
پاس رات گزارا ہے تو چاروں
سچ کہتے ہیں۔

رفع الی سوال فی رجل حلف
بالطلاق ان ولی اللہ الشیخ
عبدالقادر طشطوطی بات
عندہ لیلۃ کذا فحلف
آخر بالطلاق انه بات
عندہ فی تلك اللیلۃ
بعینہا فهل یقع الطلاق
علی احدہما ام لا فارسلت
قاصدی الی الشیخ عبدالقادر
فسالہ عن ذلك فقال
ولو قال اربعة انی
بت عندہم لصدقوا
..... الخ۔

ایک وقت میں ایک وجود کا کئی جگہ موجود ہونا محال نہیں ہے

علامہ فرماتے ہیں اگر کوئی متوہم
وہم کرے کہ ایک شخص کا ایک وقت
میں چند جگہ موجود ہونا ممکن نہیں
بلکہ محال ہے اس کا جواب یہ ہے

قال سیدی السیوطی فقد
ینازع فیہا من یتوہم
ان وجود الشخص الواحد
فی مکانین فی وقت واحد

غیر ممکن بل ہو مستحیل
ولیس لکھا تو ہم، ہذا
المتوہم من الاستحالة
فقد نص الاثما الاعلا
على ان ذلك من قسم
المجاثزا الممكن .

کہ متوہم کا وہم غلط ہے کیونکہ
بڑے بڑے ائمہ دین کا عقیدہ
یہ ہے کہ یہ ممکن اور جائز ہے۔
(الحاوی للفتاویٰ: ۱/۲۱۷)

اس عقیدہ کے حاملیں ضرے!

(۱) علاء الدین القونوی شارح الحاوی (۲) شیخ تاج الدین السبکی
(۳) کریم الدین الالمی (۴) صفی الدین (۵) ابی المنصور (۶) عبدالغفار
بن نوح القواہی (۷) الامام الشیخ الیافعی (۸) الشیخ تاج الدین بنی
عطاء اللہ (۹) السراج ابن ملقن (۱۰) البریلان الابناسی (۱۱) الشیخ
عبداللہ المنوقی (۱۲) الشیخ جلیل المالکی (۱۳) ابوالفضل (۱۴) محمد بن ابراہیم
الشمسانی۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :

ذرا غور کرو کہ اس عقیدہ پر بڑے بڑے علماء دین امت ہیں۔ اکابرین
امت و محدثین و محققین و مفسرین کی تصریحات موجود ہوں تو وہ عقیدہ کیسے
شرک ہو سکتا ہے۔

الحمد لله رب العالمین

اولیاء کرام کے کئی جگہ موجود ہونے کے دلائل مبارکہ

امام سیوطی فرماتے ہیں :

قال سيد السيوطي حاصل ما ذكره في توجيه ذلك ثلثة امور احدها انه من باب تعدد الصور بالتمثل والتشكل كما يقع ذلك للجان والثاني انه من باب طي المسافة وزوى الارض من غير تعدد الخ الثالث انه من باب عظم جته الولي بحيث ملأ الكون فشاهد كل مكان كما تقرب بذلك شان ملك الموت ومنكر نكير حيث يقبض من مات في المشرق وفي المغرب في ساعة واحدة ويسال من قبر فيها في الساعة الواحدة الخ

اللہ محققین محدثین امت نے اس مسئلہ میں تین مسلک بیان فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ جیسے جن کئی شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح ولی اللہ بھی کئی شکلوں میں ظاہر ہو جاتے ہیں دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ زمین کو پیٹ دیتا ہے۔ دونوں ملکوں یا شہروں یا گاؤں کی زمین ایک ہی بن جاتی ہے۔ ہر ایک ملک والا اپنی جگہ رہتا ہے جیسے بموقع معراج شریف بیت المقدس کو کہ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا۔ تیسرا یہ کہ ولی کا جسم شریف بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح پر کوئی مکان دلی کے جسم سے خالی نہیں رہتا پس ہر جگہ دلی نظر آنے لگتا ہے جیسا کہ یہ تقریر حضرت ملک الموت اور منکر نکرین کے بارے میں

کی گئی ہے کہ وہ ایک ہو کر مشرق
مغرب میں ایک ہی وقت میں روح
قبض کرتے ہیں اور منکر نکیر ایک
وقت میں کئی ملکوں میں کئی قبروں میں
سوال کرتے ہیں۔

(المنجلی فی تفسیر الولی
الحاوی للفتاویٰ ۱۱/۲۱۷)

ولی کے کئی جگہ موجود ہونے پر ائمہ دین کی عبارات ! امام قونوی کی عبارت

حضرت شیخ المحققین شیخ المحدثین امام علاء الدین قونوی اپنی کتاب 'الاعلام'
میں فرماتے ہیں:

فی الممكن ان یخص الله	یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص کر
تعالیٰ بعض عبادہ فی حال	لے اپنے بعض بندوں کو ان کے
الحیة بخاصیة لنفسه	نفس کی پاکی کی وجہ سے صفت
الملکیة القدسه وقوة	ملکیہ کے ساتھ اور ایسی طاقت کے
لها۔ یقدرها علی التصرف	ساتھ خاص کر لے کہ وہ بعضے
فی بدن آخر غیر بدنها	بندے قدرت رکھیں کئی جگہ میں
المعمود مع استمرار	ایک وقت میں موجود ہونے کی اور
تصرفها فی الاول وقد	ہر ایک جسم میں الگ الگ تصرف
قیل فی الأبدال انهم انما	کریں اور اولیاء کی جماعت ابدال

سمعوا ابدالاً لانهم قد
 يرحلون الى مكان ولقيون
 في مكانهم الاول شيئاً آخر
 شبيهاً بشبههم الاصل
 بدلاً منه واذ اجاز في
 الجن ان يتشكلو في الصور
 مختلفة فالانبياء و
 الملائكة والاولياء اولي
 بذلك.... الخ

کانام اسی لیے ابدال ہے کہ وہ
 اپنے جسم اصلی کی جگہ دوسرا جسم
 بدل چھوڑ کر جہاں چاہیں آئیں
 جائیں اور جب جن کو ایک وقت
 میں کئی شکلوں میں موجود ہونے
 کی طاقت ہے تو انبیاء ملائکہ اولیاء
 کو ان سے بطریق اولیٰ طاقت ہے۔

عالم روح اور عالم جسم کے درمیان حضرت جبریل کا ایک وقت میں کئی جسموں میں موجود ہونا!!

امام قونوی "اعلام" میں فرماتے ہیں :

قد اثبت الصوفیہ
 عالمًا متوسطًا بین
 عالم الاجساد والارواح
 سموہ عالم المثال
 وقالوا هو الطف من
 عالم الاجساد و اکثف من
 عالم الارواح و بنو علی ذلك
 صوفیاء کرام عالم مثال کا عقیدہ
 رکھتے ہیں جو کہ عالم اجسام اور عالم
 روح کے درمیان ہے۔ عالم اجسام
 سے لطیف اور عالم روح سے
 کثیف ہے۔ اسی عقیدے پر
 ایک روح کا کئی شکلوں میں متشکل
 ہو جانا مانتے ہیں۔ ان کی دلیل اللہ

فجسد الارواح وظهورها
 فی صور مختلفه من عالم
 المثال وقد یتأس لذلک
 بقوله تعالیٰ فتمثل لها
 بشرًا سوّیًا فتکون
 المروح الواحدة کروح
 جبرئیل علیہ السلام مثلاً
 فی وقت واحد مدبرۃ بشکل
 الاصل ولهذا الشیم
 المثالی وینخل بهذا
 ما قد اشتهر نقله
 عن بعض الائمۃ انه
 سأل بعض الاکابر عن
 عن جسم جبریل علیہ
 السلام فقال ابن یذهب
 جسمه الاول الذی
 سد الافق باجنحته
 لما تلّی للنبی صلی
 علیہ وسلم فی صورته
 الاصلیۃ عند اتيانه
 الیه فی صورته دحیۃ

تعالیٰ کا قول فتمثل لها
 بشرًا سوّیًا ہے جبرئیل
 حضرت مریمؑ کے پاس مثال بشری
 میں ظاہر ہوئے۔ پس ہو گئی ایک
 روح روح جبرئیل ایک وقت میں
 دو جسموں میں تعریف کرنے والی
 ایک اصلی اور ایک مثالی میں اور
 اس تقریر سے وہ اشکال بھی حل
 ہو گیا جو کہ مشہور ہے کہ بعض
 ائمہ نے بعض اکابر مشائخ سے سوال
 کیا کہ حضرت جبرئیل کا جسم اصلی جو کہ
 تمام فضا کو بھرنے والا تھا وہ
 کہاں جاتا تھا جب وہ سرکار
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
 عالیہ میں وحیہ کلبی کی شکل
 میں ظاہر ہوتے تھے اور جو بعض
 نے جواب دیا کہ جسم جبرئیل متشکل
 ہو کر اس ایک دوسرے میں
 چھوٹا سا جسم بن جاتا تھا۔ پھر جب
 واپس ہوتے تو پھیل جاتا تھا۔
 یہ جواب اچھا نہیں ہے بلکہ

و قد تكلف بعضهم
الجواب عنه بان يجوز ان
يقال كان يندمج بعضه
في بعض الى ان يصغر
حجمه بقدر صوره
دحية ثم يعود ينسبط
الى ان يصير كهيئة
الاولى وما ذكره الصوفيه
احسن وهو ان يكون
جسمه الاول بحاله
لم يتغير وقد اقام
الله له شعباً آخر
وروحه تتصرف
فيها في وقت واحد
وكذلك الانبياء ولا
بعد في ذلك لانه اذا
جاز احياء الموتي لهم
و قلب لعصاء ثعباناً
وان لقاموهم الله
على خلاف المعتاد في
قطع المسافة البعيد

محض ایک تکلف ہے بہتر جواب
دہی ہے جو کہ صوفیاء عظام نے
دیا ہے ان کا اصلی جسم اپنی جگہ
رہتا ہے اور مثالی جسم حضرت دحیہؑ
کی طرح ہو جاتا ہے۔ روح ایک دونوں
اصلی مثالی میں تصرف کرتا ہے۔
ایک وقت میں اور اسی طرح انبیاء
کرام کئی جگہ کئی جسموں میں
موجود ہوتے ہیں اور اس میں کچھ
بعد نہیں۔ کیونکہ جب وہ مرنے
زندہ فرماتے ہیں، عصا کا سب
بناتے ہیں اور ایک آن میں زمین
آسمان کی مسافت طے فرماتے ہیں
اللہ تعالیٰ کی عطا شدہ قوت سے
تو یہ بات کیسے منع ہو سکتی ہے کہ
وہ ایک وقت میں کئی جگہ کئی جسموں
میں موجود نہ ہوں اور اسی عالم
امثال کے عقیدے سے بڑے
بڑے مشکل اعتراضات فوراً حل
ہو جاتے ہیں جیسا جنت کی چوڑائی
سات زمین آسمان کے برابر ہے

کما بین السماء والارض
 فی الخلقه واحده الی
 غیر ذلك من الخوارق
 فلا یمتنع ان یخص هم
 بالتصرف فی بدنین واکثر
 من ذلك وعلی هذا
 الاصل تخرج مسائل
 کثیرة وتخل بهم
 اشکالات غیر سیرة
 کقولهم جنة عرضها
 السموات والارض
 وهی فوق السموات
 والارض وسقفها
 عرش الرحمن کھف
 اراھا النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم فی ارض الحائط حتی
 تقدم الیها فی صلاته
 یقطف منها عنقوداً
 علی ماورد بہ الحدیث وجوبہ

اور عرش الہی اس کا چھت ہے
 تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جنت اتنی بڑی کو ارض حائط
 میں کیونکر ملاحظہ فرما کر اس سے
 انگور کے گچھے توڑنے کا ارادہ
 فرمایا۔ ہمارے اس جواب
 سے بہت سے اشکال رفع ہو گئے۔

(الحاوی للفتاویٰ: ۱/۱۱۱)

حضرت شیخ قضیب بان موصلی کا کئی شکلوں میں

ایک وقت میں موجود ہونا!

انہ بطریق التمثیل وکما
یحکی عن قضیب البان
الموصلی وکان من الابدال
انہ اتہمہ بعض من لم یرہ
یصلی مترك الصلاة
و شدد النکیر علیہما
فی ذالک فتمثل له علی النور
فی صور مختلفہ و قال
فی امی هذه الصور راثنی
ما اصلی - ولهم حکایات
کثیرة صبیحة علی هذه
القاعدة وھی من امہات
القواعد عندہم واللہ
اعلم - انتہی کلام القولوی

بجرو فہ -

(من معاند اہل السنۃ ۳۵۳)

و علی

امام تاج الدین سبکی کا عقیدہ !

قال امام الائمۃ تاج الدین
بن سبکی فی الطبقات
الکبریٰ فی ترجمہ الجی
العباس الملتئم کان من
اصحاب الکرامات والاحوال
ومن اخص الناس
بصحۃ تلمیذہ الشیخ
الصالح عبد الغفار بن
نوح صاحب کتاب الوحید
فی علم التوحید وقد حکى
فی الوحید کثیراً من
کراماتہ من ذالک قال کنا
عندہ یوم الجمعة فاشتغلنا
بالحديث وكان حدیثہ
یلذ للسامع فیہما نحن
فی الحديث والغلام یتوضا
فقال لہ الشیخ الایم
یا مبارک فقال لی للجامع
نقال وھیاتی صلیت

سرکار امام الائمۃ تاج الدین اپنی
کتاب "طبقات کبریٰ"
میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو العباس
ملتم بڑے اولیاء اکابرین میں تھے
اور ان کے محبوب ترین مرید محدث
عبد الغفار صاحب کتاب الوحید
نے اپنے شیخ کی بہت کرامات
مبارکہ بیان کی ہیں۔ ان میں سے
ایک یہ ہے کہ ہم لوگ مریدین
محدثین مجدد کے دن حضرت کے
پاس حدیث میں مشغول تھے حضرت
کا بیان بڑا ہی لذیذ اور پیارا
تھا۔ ہم لوگ حدیث میں مشغول
تھے کہ ایک لڑکے نے وضو کیا۔
حضرت شیخ نے فرمایا کہاں چلے ہو؟
لڑکے مبارک! لڑکے نے جواب
دیا جامع مسجد میں چلا ہوں۔
فرمایا مجھے اپنی زندگی کی قسم میں نے
اس میں نماز پڑھی ہے۔ پس

فخرج الغلام وحباء
فوجد الناس قد خرجوا
من الجامع قال عبد الغفار
فخرجت فسألت الناس
فقالوا كان الشيخ ابوالعباس
في الجامع والناس تسلم
عليه فرجعت اليه
فسألت فقال انا اعطيت
النبدل : الخ

غلام گیا اور آیا اور لوگوں کو جامع
سے نکلے ہوئے پایا۔
محدث عبد الغفار فرماتے ہیں میں
فوراً نکلا۔ لوگوں سے سوال کیا :
لوگوں نے کہا کہ حضرت الشیخ ابوالعباس
جامع میں ہیں اور لوگ ان کو سلام
کرتے رہے ہیں۔ میں واپس ہوا
شیخ کے پاس میں نے سوال
کیا تو فرمایا : اللہ تعالیٰ نے مجھے
ابدالی درجہ عطا فرمایا ہے۔ الخ

(الحاوی للفتاویٰ، ۱/۲۱۸)

حضرت امام صفی الدین بن ابوالمنصور کا عقیدہ

حضرت امام الائمہ امام صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں حضرت شیخ
اجل مفرج کا ایک واقعہ اپنے شہر میں اپنے مریدوں کے ساتھ ہوا۔ اُن کے مریدین
میں سے ایک حج کو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے شیخ کو حج کے دن مقام عرفات میں
دیکھا ہے۔ دوسرے نے کہا (مرید نے) کہ شیخ حج شریف کے دن ہمارے
پاس اپنے موضع دما میں کسی دوسری جگہ نہیں گئے۔ ہر ایک مدینے طلاق
کی قسم اٹھائی۔ یہ جھگڑا حضرت مفرج کے دربار میں پہنچا۔ حضرت نے
ہر ایک کی تصدیق فرمائی۔ اور نکاح ہر ایک کا بحال رکھا۔

اس واقعہ پر

امام جلال الدین سیوطی کا تبصرہ

قال سيدنا امام جلال الدين^٢ في المنجلى الولي اذا تحقق في ولايته صكن من التصور في الصور والاطوار وتظهر على روحانيته في حيث واحد في جهان متعددة فانه يعلى الطور في الاطوار والتلبس في الصور على حكم ارادته فالصورة التي ظهرت من رآها بعرفة حق وصوتها التي رآها اخر لم يفارق وما بين حق وصورت كل منها في يمينه حق..... الخ

حضرت امام جلال الدين سيوطی فرماتے ہیں کہ ولی جب ولایت پر فائز ہوتا ہے تو وہ طاقت رکھتا ہے ایک وقت میں کئی جگہ کئی جسموں میں موجود ہونے لگی اور کئی اجسام کئی اشکال اسے کی روحانیت پر اور ایک وقت میں کئی جہات متعددہ میں ظہور فرماتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ولی کو بھی اطوار میں تصور کی طاقت دی ہے۔ اور کئی صورتوں میں ظاہر ہونے کی قدرت بخشی ہے اور جو صورت راوی نے حضرت مفرج کی حج میں مقام عرفات میں دیکھی حق ہے۔ اور جو دوسری صورت دما میں اسے حج کے دن دیکھی حق ہے ان دونوں کی قسم کا سچ ہونا حق ہے..... الخ

امام یافعی کا عقیدہ

قال سیدی الیافعی فی کفایتہ المعتقد ان قال قائل تعدد الصور من شخص واحد محال فالجواب ان ذلك قد وقع وشوهد ولا يمكن جحدہ وان یخیر فیہ العقل من ذالک ما اشتهر عن کثیر من الفقہاء و غیرہم ان الکعبة المعظية شوهدت تعارف بجماعت من الاولیاء فی اوقات فی غیر مکانہ و معلوم انہا فی مکانہا لیسوا تفارقوا فی تلک الاوقات ومن ذالک قصة قضیب البان الذی رور وینا عن بعض الاکابر انہ قال ما الشان فی الطیران انما الشان فی اثین احدہما فی المشرق و حضرت امام الائمہ امام یافعی کفایتہ المعتقد میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ ایک شخص کا کئی جگہ موجود ہونا محال ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ محال نہیں ہے بلکہ یہ واقعہ ہوا ہے مشاہدے میں آیا ہے اور اس کا انکار محالات میں سے ہے۔ اگرچہ عقول جیست میں ہیں اور اسی مشاہدے میں سے یہ ہے جو فقہاء کرام محدثین عظام کے ہاں مشہور ہے کہ خانہ کعبہ اولیاء کرام کا طواف کرتا ہے ان کے ملکوں میں دیکھا گیا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ خانہ کعبہ نے بوقت طواف اولیاء ان کے ملکوں میں طواف کئے وقت کہ کرمہ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ خانہ کعبہ کہ کرمہ میں بھی موجود تھا اور اولیاء کرام کے طواف میں بھی لگا ہوا تھا۔ اور اسی سے حضرت موصی کا قصہ اور بعض اولیاء اکابرین نے فرمایا ہے کہ یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ ولی ہوا میں اڑ جائے۔

والاخر بالمغرب يشاق كل منها
الى زيارة فيجتمعا و يتحد ثان
و يعود كل واحد منها في
مكانه لم يدرح عنه - الخ

بلکہ بڑی بات یہ ہے کہ ایک دلی مشرق
میں ہے دوسرا مغرب میں ہے ہر ایک کو
ایک دوسرے کی ملاقات کا شوق ہوتا
ہے۔ وہ آپس میں ملاقات کرتے اور
بات چیت کرتے ہیں اور لوگ ان کو اپنی
اپنی جگہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ
اپنے موضع سے کہیں بھی دوسری
جگہ نہیں گئے، حالانکہ مشرق والا مغرب
میں چلا گیا یا مغرب والا مشرق میں
چلا گیا ہوتا ہے۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کا عقیدہ

قال سيدي امام النافعي في
روضته الرياحين ، ذكر بعض
اصحاب سهل بن عبد الله
تستري قال حج رجل سنة
فلما رجع قال اخ له رايته
سهل بن عبد الله في الموقف
بعرفته فقال له اخوة
كنا عندنا يوم النروبيتا

حضرت عارف کامل امام يافعي روضۃ
الرياحين شریف میں فرماتے ہیں ذکر
کیا حضرت سہل کے بعض مریدوں
نے کہ ایک آدمی نے حج کیا۔ جب وہ
واپس آیا تو اپنے بھائی سے کہا کہ میں
نے حضرت سہل کو مقام عرفات میں
دیکھا۔ اس کے بھائی نے جواب دیا
ہم لوگ حج کے دن ان کے پاس ان

فی رباطہ بباب تستر
 فالف باطلاق انه راہ فی
 الموقف فقال له اخوہ قسم
 بنا حتی نسأله فقالو دخلا
 علیہ و ذکر الہ ماجری
 بینہما و سألہ عن حکم
 الیمین فقال سهل مالکم
 بعض من حاجتہا اشتغفوا
 باللہ وقال للمخالف املک
 علیک زوجک ولا تخبر
 بهذا احداً الخ

کے گاؤں تشریں موجود تھے حضرت
 کہیں نہیں گئے۔ اس حاجی نے طلاق
 کی قسم اٹھالی کہ میں نے حضرت کو حج
 میں ضرور دیکھا ہے۔ اس کے بھائی
 نے کہا چلو حضرت سے ہی فیصلہ کر لیتے
 ہیں۔ دونوں ان کے پاس گئے۔ اپنا
 قصہ سارا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا
 تم کو ان معطلات سے کیا سروکار ہے تم
 اللہ الا کہ راد اور حاجی سے فرمایا تمہاری
 قسم حق ہے تمہاری بیوی کو طلاق سے
 نہیں ہوتی۔ لیکن قسم کو یہ قصہ مت سنو

شیخ خلیل مالکی کا عقیدہ

قال الشيخ السيد خليل
 المالكي في كتاب الذي الفه
 في مناقب شيخه الشيخ عبد الله
 المنوفي ما نصه الباب
 السادس في طيبي الارض
 له مع عدم تحركه من
 ذلك ان رجلا جاء من الحجاز

حضرت شیخ مالکی نے اپنے مرشد حضرت
 منوفی کی شان میں ایک کتاب تصنیف
 فرمائی۔ اس کے چھٹے باب میں اپنے شیخ
 کے کئی جگہ موجود ہونے کی کرامات
 نقل فرمائی ہیں۔ فرماتے ہیں ایک آدمی
 حجاز سے آیا اس نے شیخ کے متعلق
 پوچھا اور ذکر کیا کہ میں نے شیخ کو حج

رسال عن الشيخ وذكر انه
 رآه واقفاً بعرفة فقال له
 الناس الشيخ لم يزل مكانه
 فحلف على ذلك فظلم الشيخ
 واراد ان يتكلم فاستشار
 اليه بالسكوت الخ

میں عرفات کے میدان میں دیکھا۔
 لوگوں نے کہا شیخ اپنے گھر سے کہیں
 نہیں گئے۔ اس نے تمہیں اٹھائیں
 حضرت شیخ بھی تشریف لے آئے۔ اس
 آدمی نے اس راز کو ظاہر کرنے کا ارادہ
 کیا۔ شیخ نے اس کو چپ ہونے کا اشارہ
 فرمایا۔

شیخ ابوالعباس مرسی کا ایک وقت میں کئی جگہ موجود ہونا خافہ کعبہ اولیاء کرام کا حطوفت کرتا ہے

قال السيد الشيخ خليل
 مالک فی کتابہ عن الشيخ
 ابی العباس المرسی انه
 طلبہ انسان
 عنده يوم الجمعة بعض
 الصلوات، فالتم له ثم
 جاء له اربعة كل منهم
 طلب منه مثل ذلك فالتم
 للجميع ثم صلى الشيخ مع
 الجماعة وجاء وقعة
 بين الفقهاء ولم يذهب

حضرت خلیل مالکی فرماتے ہیں کہ حضرت
 شیخ ابوالعباس المرسی کے پاس سے
 ایک آدمی بعد نماز جمعہ کے حاضر ہوا۔
 اس نے حضرت کو دعوت دی۔ حضرت
 نے قبول فرمائی۔ اس کے بعد چار
 آدمی دوسرے آئے۔ انہوں نے
 دعوت دی۔ حضرت نے ہر ایک کی
 دعوت قبول فرمائی پھر حضرت نے نماز
 پڑھی اور اگر علماء محدثین کے
 گروہ میں بیٹھ گئے اور حضرت ان
 پانچ میں سے کسی کے پاس نہ گئے۔

لاحد منهم واذا بكل جاء
من الخمسة يشكر الشيخ على
حضوره عنده
اس کے بعد وہ پانچوں آدمی آئے۔
ہر ایک نے حضرت شیخ کا دعوت
پر تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا۔

○

وقد حكى جماعة ان
الكعبة رؤيت تطوف
ببعض الاولياء هذا كلام
الشيخ خليل المسالك
وناھيك به امامة و
وجلالة الخ
اور جماعت اولیاء سے نقل کیا گیا کہ
کہ کعبہ معظمہ کو دیکھا گیا ہے کہ اولیاء
کرام کا طواف کرتا ہے۔ شیخ مالکی
کا کلام ختم ہو گیا ہے۔ تجھ کو اے
مسلمان حضرت مالکی کی تحریر کافی
ہے۔ کیونکہ ان کی شان امامت

(الحادی للفتاویٰ: ۲/۴۴۴) جلالت بزرگی کے اعتبار سے بہت

بڑی ہے۔

حضرت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ کا عقیدہ

قطب وقت ہر جگہ موجود ہوتا ہے

قال سيدي امام الاثم
علامه جلال الدين
السيوطي رأيت في مناقب
الشيخ تاج الدين بن
عطاء الله بعض تلاعيذه
ان رجلا من جماعته الشيخ
حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے
ہیں کہ میں نے حضرت شیخ تاج الدین
کے مناقب میں دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ
حضور کاج کر کے آیا اس نے کہا کہ
میں نے شیخ کو طواف کرتے وقت
مقام ابراہیم میں نماز پڑھتے وقت

حج قال رأيت الشيخ في
المطاف ونخلف الامام و
في السعي و في عرفاة فلما
رجعت سألت عن الشيخ
ف قيل هو طيب فقلت هل
سافر او خرج من البلد
ف قيل لا نجيت اليه فسلمت
عليه فقال من رأيت
في سفرك هذا من
الرجال قلت يا سيدي
رأيتك فتبسم وقال الرجل
الكبير يلاء الكون بوزعي
القطب من حجب الاجاب.

صفا اور مروہ میں سعی کرتے اور
مقام عرفات میں بھی دیکھا ہے۔
جب مرید واپس آیا تو لوگوں سے
پوچھا شیخ کا کیا حال ہے؟ لوگوں
نے کہا بہت اچھا ہے۔ پھر میں
حضرت کے پاس آیا۔ سلام عرض
کیا۔ حضرت نے پوچھا تو نے اپنے
سفر میں کس کو دیکھا ہے۔ میں نے
عرض کیا حضور کو دیکھا ہے۔ حضرت
نے تبسم فرمایا اور کہا کہ ولی اللہ
کے دوست ساری خدائی کو اپنے
جسم سے بھر لو کر دیتا ہے۔ اگر
قطب وقت کو پھر سے آواز دی
جائے تو قطب وقت پھر سے آواز
کا جواب دے گا۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام کا ایک وقت میں کمی جگہ موجود ہوتا

قال صاحب الوحي الا لفيه
لا يحجب عليها فها
عزرائيل عليه السلام
يقبض في كل ساعته
حضرت شیخ وحید فرماتے ہیں کہ عطا
الہیہ پر بندش نہیں ہو سکتی۔ یہ حضرت
عزرائیل ہیں کہ قبض کرتے ہیں ایک
آن میں مخلوق کو تمام عالمین سے

من الخلاق فی جمیع
العالم مالا یعلمه إلا الله
وهو یظهر لهم بصو
اعمالهم فی مرئی شئی
وکل واحد منهم
یشهد و یبصر
صور مختلفه... الخ
(الحادی للفتاویٰ: ۱۸/۱-۲۱۷)

کہ اس کا شمار رب ہی جانتا ہے اور
حضرت ملکوت ظاہر ہوتے ہیں مخلوق
کے سامنے ان کے اعمال کی صورتوں
سے لائق مختلف صورتوں میں اور
ہر ایک ان کو مشاہدہ کرتا ہے اور
دیکھتا ہے الگ الگ صورت میں۔

شیخ سراج الدین ابن ملقن اور غوث اعظم شہنشاہ بغداد کا

حقیقہ

قال سراج الدین فی
طبقات الاولیاء فی احوال
سیدی قاضی بان
موصلی قال سئل عند
الشیخ عبد القادر جیلانی
فقال هو ولی مقرب ذو حال
مع اللہ و قدم صدق
عندہ فقیل ما نراه یصلی
فقال انه یصلی من حیث
لا ترونہ والی اراہ اذا
صلی بالموصل او بغیر

شیخ سراج الدین ابن ملقن طبقات
الاولیاء میں حضرت قاضی بان موصلی
کے حالات میں کہتے ہیں کہ سوال کیا
گیا کہ حضرت سرکار غوث اعظم سے
ان کے متعلق تو آپ نے فرمایا قاضی
بان ولی کامل صاحب حال صاحب
مقام کبیر ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ہم
نے ان کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔
حضرت غوث اعظم نے فرمایا جہاں
وہ نماز پڑھتے تھے تم ان کو دیکھ
نہ سکتے تھے اور میں نے ان کو

دیکھا ہے جب وہ نماز موصل میں
پڑھیں یا زمین کے کسی گوشے میں
پڑھیں سجدہ خانہ کعبہ کی چوکھٹ
پر مکہ مکرمہ میں کرتے تھے

من آفاق الارض یسجد
عند باب الکعبہ
(روح المعانی ۲۲/۳۵)

حضرت قضیب بان کا جسم سے سارا گھر بھر دینا!

حضرت شیخ ابوالحسن قرشی فرماتے
رہے کہ میں حضرت بان کو ان کے
گھر شہر موصل میں دیکھا کہ بان کا جتن
اتنا پھولا اور بڑا ہو گیا کہ سارا گھر
حضور کے جسم سے بھر گیا۔ میں نکل
گیا گھر سے ڈرتا ہوا۔ پھر لواپس آیا
تو آپ کو گھر کے ایک کونے میں
چھوٹا سا پایا چڑیا کے قد کے
برابر۔ میں پھر نکل گیا۔ اور پھر
آیا تو آپ کو (اصلی) حالت میں
پایا۔

وقال ابوالحسن القرشی
رأیتہ فی بیت بالموصل
قد صلاہ و نما جسدہ ثناء
خارقاً للمعادۃ فخرجت
وقد حالنی منظرہ شہ
عدت الیہ فرأیتہ فی
زاویۃ البیت وقد تصاعز
حتی صبار قدر العصفور
ثم عدت الیہ فرأیتہ
کحالتہ المعتادۃ... انتہی
الکلام۔

(الحاوی للفتاویٰ : ۱ : ۳۳۸)

شیخ برہان الدین، شیخ ابوالعباس بصیر اور شیخ ابوالحجاج اقصری کا عقیدہ

قال الشيخ برهان الدين
في كتاب تلخيص الكوكب
المنير في مناقب الشيخ
ابي العباس البصير من
كراماته انه لما قدم مكة
اجتمع بالشيخ ابي الحجاج
الاقصري فجلسا في الحرم
يتذاكران احوال القوم فقال
ابو الحجاج هل لك في طواف
اسبوع فقال ابو العباس
ان الله رجلاً يطوف بيته
بهم فنظر ابو الحجاج واذا
بالكعبة طائفة بهما قال
برهان الدين الابن اسي ولا
ينكر ذلك فقد تصافرت
اخبار الصالحين على نظير

حضرت شیخ برہان الدین —
اپنی کتاب تلخیص الکوکب المنیر
فی مناقب الشیخ ابي العباس البصیر
کہتے ہیں حضرت ابوالعباس کی کرامات
میں ہے — کہ حضرت مکہ
شریف میں تشریف لے گئے۔ وہاں
حضرت ابوالحجاج اقصری سے ملے۔
دونوں شیخ مسجد حرم میں جلوہ گر
تھے اولیاء کرام کے حالات میں گفتگو
فرما رہے تھے کہ وہاں حضرت ابوالحجاج
نے حضرت ابوالعباس سے پوچھا کہ
کہ طواف کے سات پھیروں کے بارے
میں آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت
ابوالعباس نے ابوالحجاج کو فرمایا کہ
اللہ کے ایسے ولی جن کا طواف خانہ
کعبہ کرتا ہے تو حضرت ابوالحجاج

ہذا الحکایتہ۔

کیا دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ دونوں کا
طواف کر رہا ہے۔ امام برہان الدین
نے فرمایا اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا
کیونکہ ایسی کرامت کے بارے میں
اولیاء کرام کی خبریں بدتواتر کو پہنچ گئی ہیں۔

علامہ شمس الدین کا عقیدہ

قال صاحب الوحید من
القوم من کان یخلی جسده
و یصیر کالفضار التی لا
روح فیہا کما اخبرنی
عیسیٰ بن المظفر عن
الشیخ شمس الدین ان
اصبہانی وکان عالمًا مدبرًا
و حاکمًا بقوص ان رجلاً
کان یخلی جسده ثلاثہ
ایام ثم یرجع الی حالہ
الذی کان علیہ۔ انتہی الکلام

حضرت علامہ امام صاحب الوحید
فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام میں سے
بعض ولی ہیں جو کہ جسم کو روح سے
خالی چھوڑ کر ٹھیکری کی طرح بلا روح
کسی دوسری جگہ چلے جاتے ہیں جیسے
کہ مجھے خبر دی عیسیٰ بن مظفر نے امام
شمس الدین اصبہانی سے جو کہ عالم
مدرس حاکم شہر قوص تھے فرمایا شہر
قوص میں ایک ولی تھے جو کہ تین تین
دن تک جسم کو روح سے خالی چھوڑ کر
کسی دوسری جگہ چلے جاتے تھے پھر
تین تین دن بعد ان کی روح جسم میں
اپنی اصلی حالت پر دوبارہ لوٹ
کر آتی رہی۔

محدثین مفسرین محققین کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام
کا کئی جگہ موجود ہوتا حق ہے

انصائمت کے اسماء گرامیہ جو اس عقیدہ کے حاملین ہیں!

ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ ابن المنذر۔ حاکم الحدیث۔ ابن العباس۔
سعید ابن جبیر۔ حمید بن عبد الرحمن۔ مجاہد۔ قاسم ابن زہرہ۔ عکرمہ۔
محمد ابن سیرین۔ قتادہ۔ ابی صالح۔ شمر بن عطیہ۔ امام ضحاک۔
امام حسن رضی اللہ عنہم۔

قال سیدی الامام جلال	حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے
الدین سیوطی ومن ذالک	ہیں ہماری دلیل اس مسئلہ پر ائمہ اجل
ما اخرجہ ابن جریر و	مفسرین محققین محدثین کی تفسیر
ابن ابی حاتم و ابن المنذر	اللہ تعالیٰ کے قول شریف لولا ان
في تفاسیرهم والحاکم	رأی برهان ربہا کی ہے بیکار
في المستدرک وصححه عن	ابن عباس سید المفسرین جبر الامۃ
ابن عباس في قوله تعالى	فرماتے ہیں سرکار یعقوب علیہ السلام
لولا ان راء برهان ربہ	سرکار یوسف علیہ کے پاس جلوہ گر تھے
قال مثل له یعقوب و	اخرج ابن جریر و ابن حاتم و ابن
اخرج ابن جریر مثله عن	المنذر في تفاسیرہم والحاکم في المستدرک
سعید بن جبیر و حمید	وصحیح عن ابن عباس اور ابن جریر نے
بن عبد الرحمن و مجاہد	اس کی مثل امام سعید بن جبیر امام حمید

و القاسم ابن ابی نبرہ
و عکرمہ و محمد بن
سیورین و قتادہ و ابی
صالح و شمر بن عطیہ
و الضحاک و اخرج عن
الحسن قال الفرج سقف
البیت فرأی تمثال یعقوب
و فی لفظ عنہ قال رأی
تمثال یعقوب علیہ السلام
فہذا القول من ہو۔

بن عبد الرحمن امام مجاہد، امام قاسم،
ابن ابی نبرہ سرکار امام عکرمہ امام محمد بن
سیورین، امام قتادہ، امام ابو صالح،
امام شمر بن عطیہ، امام ضحاک اول امام
حسن سے تخریج فرمائی۔ پس یہ قول
ان اکابرین امت سلف صالحین کا
دلیل ہے ہمارے مسئلہ کی کہ سرکار
یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب
علیہ السلام کو شہر مصر میں مدحطہ
فرمایا اور لعقوب علیہ السلام کنعان
میں بھی جلوہ گر تھے۔ ان عبارات
ائمہ محققین مفسرین محدثین سے ثابت
ہوا سرکار یعقوب علیہ السلام کا ایک
وقت میں کئی جگہ موجود ہونا۔

صحاح ستہ سے اس مسئلہ پر دلیل

قال سیدی الامام سیوطی
و من شواہد ما نحن فیہ
اخرجه احمد و النسائی
بسند صحیح عن ابی عباس
فی قصۃ المعراج نبیاً بالمسجد
امام سید علامہ جلال الدین السیوطی
فرماتے ہیں نسائی میں صحیح سند کے ساتھ
ابن عباسؓ قصہ معراج کے بیان
میں فرماتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں
کہ میں بیت المقدس لایا گیا یہاں تک

وانا انظر اليه حتى وضع
 دمن دار عقيل فنحت
 وانا انظر اليه الحديث
 فهذا امامن باب التمثيل
 كما في روية الجنة والنار
 في عرض المحاط واما من
 باب طيبي المسافة وهو
 عندي احسن هذا من
 المعلوم ان اهل البيت
 المقدس لم يفقدوا تلك
 الساعة من بلدهم...
 کہ دار عقیل کے سامنے رکھ دیا گیا۔ میں
 نے اس کو بیان کیا اس حال میں کہ
 میں اس کو ملاحظہ فرما رہا تھا۔ پس یہ
 بیت المقدس کا آنا یا تو باب مثال سے
 ہے جیسے جنت و دوزخ کا دیکھنا عرض
 حاط میں یا طی الارض سے ہے۔
 اور یہی احسن ہے اور یہ بھی یقینی
 بات ہے کہ بیت المقدس کے
 لوگوں نے اس گھڑی میں بیت المقدس
 کو اپنے شہر سے گم نہ پایا تھا۔
 بیت المقدس ایک وقت میں مکہ مکرمہ
 میں بھی تھا اور ملک شام میں بھی
 تھا۔

یہ تمام دلائل قاہرہ و باہرہ نصوص ائمہ محققین محدثین مفسرین فقہاء کرام اولیاء
 عظام کے 'فقر نے حضرت امام الائمہ علامہ جلال الدین سیوطی کے رسالہ "جلیلة الطنجلی
 فی تطور الولی سے نقل کئے ہیں۔

امام مالک کا اپنے مقلد علامہ ناصر الدین اللقانی کی قبر میں
 جلوہ گری فرمانا

حضرت امام المحققین امام الاجل قطب وقت امام عبد الوہاب الشعرانی نے میزان
 الکبریٰ میں اور حضرت امام علامہ یوسف البہانی نے "جواہر البحار شریف" میں اور

علامہ امام شیخ نور الدین حلی نے اپنی کتاب "اہل الاسلام والایمان بان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم
لایجاد منہ مہمان ولا زمان" میں سرکار امام مالک کا منکر تکبیر کے سوال کے وقت قبر میں موجود
ہونا نقل فرمایا :

ان مالکیاً مات فسل فی القبر
فارتج علیہ الجواب فقال میت
ایک مالکی مذہب کا انتقال ہو گیا ان کے نام
کی تصریح حضرت امام شعرانی نے میزان
الکبریٰ شریف میں فرمائی علامہ ناصر الدین
اللقانیؒ کا انتقال ہو گیا۔ قبر میں سوال
کیا گیا۔ کچھ وقت محسوس ہوئی تو کیا دیکھتے
ہیں کہ سرکار امام اللاتہ امام مالک قبر میں
موجود ہیں۔ ان کی طرف سے سوالوں
کا جواب عطا فرما رہے ہیں۔



حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے

حاضر و ناظر ہونے کے

دلائل عقلیہ



حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کی روح ہیں

حضرت شیخ علی نور الدین حلبی اپنے رسالہ جلیلہ تعریف اہل اسلام والایمان میں فرماتے ہیں :

لا یخالف أحدًا من كل موجود	کسی عقلمند کو اس میں خلاف نہ ہوگا
فی انه صلی اللہ علیہ وسلم	کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر موجود چیز
روح الوجود وھل رأیت	کی روح ہیں۔ کیا انا قائل تجھے یہ بات
وبلفظ فی قول مشروح	کہیں معلوم ہوئی ہے کہ کوئی چیز حیات
انه یصح مع الحیاة خلوجہ	بھی ہو اور اس کے بدن کے کسی حصے
من البدن عن الروح ولما	میں روح نہ ہو اور بدن کا حصہ روح
کان النبی صلی اللہ علیہ	سے خالی بھی ہو اور حیات بھی ہو۔
وسلم روح العوالم العلویہ	بلکہ روح چیز حیات نہیں رہ سکتی
والسفلیہ وجب ان لا	اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام
یخلو جزئًا منها عن جسدہ	عالمین علویہ سفلیہ کی روح ہیں تو۔
الشریف و روحہ الزکیہ	ثابت ہوا کہ کوئی مکان کوئی زمان
..... الخ۔	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی

نہیں۔

من البراہین علی ذلک انہ
من الممكن المعقول المشاہدہ
فی رای العین ان يجعل اللہ
تعالی بنیۃ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم بمکان مکان جعل
فیہ البدر فیراۃ الذی فی
اقصى المشرق کما یراہ الذی
فی اقصى المغرب وهو فرد و
کذلک عین الشمس والزهرة
ولقیۃ النجوم فانہ قد استوی
فی ریتھا کل من کان علی وجہ
الارض لان اللہ تعالی قد جعل
لہا مکان یقتضی ذلک فلا
بدع ان یکون قبر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم بطیبة کذلک
ولا غرو فی ان يجعل اللہ
شیخاً من نبینا صلی اللہ علیہ
وسلم بغیر طیبة ایضا یرئی
منہا شہاد کذلک ما لم یکن
الرئی اعمی البصیرۃ فلا یری

دلایل عقلیہ سے یہ ہے کہ ممکن معقول
آنکھ کا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالی ہمارے
نبی کریم کو ایسے مکان میں جلوہ گر
فرمائے گا کہ اللہ تعالی نے چاند کا مکان
بنایا۔ پس دیکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کو ہر ایک مشرق و مغرب والا جیسے
کہ سورج ستارہ زہرہ باقی ستارے
جو روٹے زمین پر ہیں ان کو دیکھتا ہے
کیونکہ اللہ تعالی نے ان کو مکان ہی
ایسا عطا فرمایا ہے جس سے وہ ہر ایک کو
نظر آتے ہیں اور اس میں کوئی نسا بعد ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ منور
ایسے ہی مکان میں ہو جس سے ہر ایک نظر آئے
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم منور ایسے
مکان منور پر ہو لیکن دل کا اندھا نہ دیکھتا
ہے کسی شے کو نہ ایمان لاتا ہے کسی چیز
پر جیسے کہ آنکھ کا اندھا سورج چاند
ستاروں کو نہیں دیکھتا کیونکہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و موجود دیکھنا
دل کے نور ایمان کا کام ہے اور معائنہ

شیئاً ولا یومن بشیء کما ان
اعی البصیرة یدی الشمس
ولا البدر ولا نجوم مع
کونها باریة بارزۃ ظاہرة
..... الخ
(جوہر البیہار: ۱۲۳/۲)

دنیا عزرائیل کے سامنے ایک پیالے کی طرح ہے

انہ یجوز ویمن ویتعقل
ان یجعل اللہ تعالیٰ العوالم
العلویہ والسفلیہ بین
یدی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کجعله تعالیٰ الدنیا
بین یدی سیدنا عزرائیل
فان الملک الجلیل عزرائیل
سئل کیف تقبض روح
الرجلین حضرا جلہما
معا احدهما فی اقصى المشرق
والآخر فی اقصى المغرب
نقال ان اللہ تعالیٰ قد ندی
یہ جائز اور ممکن ہے اور عقل سلیم تسلیم
کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عالمین علویہ
سفلیہ کو میرے حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے ایسا کر دے
جیسا کہ اس نے تمام دنیا کو حضرت
عزرائیل علیہ السلام کے سامنے کر دیا
ہے۔ کیونکہ حضرت ملک الموت سے
سوال کیا گیا کہ آپ دو انسانوں کی
روح کیسے قبض کرتے ہیں جب ان
کی موت ایک وقت میں ہونے والی
ہوتی ہے۔ ایک مشرق میں ہوتا ہے
تو دوسرا مغرب میں ہوتا ہے تو حضرت

لی الدنيا بجميع احوالها
فجعلها بين يدي كالقصة
بين يدي الآكل تناول
منها ما شئت -
(طبرانی)

عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا
کہ میرے پروردگار نے میرے سامنے
تمام دنیا کو تمام جگہوں کو پیٹ دیا
ہے اور دنیا کو میرے سامنے ایسا
کر دیا ہے جیسے کہ کھانے والے کے
سامنے سالن کا پیالہ - میں جہاں سے
چاہوں پکڑوں -

(الحاوی للفتاویٰ: ۱/۱۸-۲۱۷)

تمام دنیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سامنے ہاتھ کی ایک ہتھیلی کی طرح ہے۔!

عن ابن عمر قال قال
النبي صلى الله عليه وسلم
ان الله قد رفع لي الدنيا
وانا انظر اليها والى ما
هو كائن فيها الى يوم القيامة
كانما انظر الى كفى هذه

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے
لیے دنیا کے بعد کو دور کر دیا ہے
میں تمام دنیا کو نظر رحمت سے دیکھتا
ہوں اور جو کچھ واقعات اور معاشا
وغیرہ اس میں قیامت تک ہونے والے
ہیں، سب کو آنکھ سے دیکھتا ہوں
کیسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی
ہتھیلی دیکھتا ہوں۔

(مواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی)
۲۰۴/۷

سبحان اللہ ہمارے نبی کریم رؤف رحیم کی کس قدر بلند وبالا اور ارفع و

اعلیٰ شان مبارک ہے۔ اس حدیث شریف سے کئی مسائل نکلے اور فوائد ظاہر ہوئے۔ وہ مسائل اور فوائد درج ذیل ہیں۔

فوائدِ جلیلہ

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہ حیات ہیں!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بجسمہ الشریف حیات ہیں۔ ان بد مذہب کا رد ہوا جو معاذ اللہ حیات ہونے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ دیکھنا زندہ کا کام ہے مردہ کا کام نہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرے ذرے کئے علوم ہیں!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے ذرے ذرے کا علم دلوں کے خطرات، نیات، ارادات، مخلوق کی حرکات و سکنات، افعال، اقوال اعمال کا علم ہر وقت رکھتے ہیں۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم دائمی ہے!

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ علم اور دیکھنا ہمیشہ ہے۔ اس میں انقطاع نہیں بلکہ پے درپے ہمیشہ لگاتار دیکھتے رہے ہیں اور دیکھتے رہیں گے۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کو ہر وقت دیکھتے ہیں۔ ہمارا صلوٰۃ و

سلام سنتے ہیں۔ کیونکہ بُعد ہماری طرف سے ہے؛ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بُعد نہیں ہے۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قُربُ بُعد سے پاک ہیں !

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اعجازی ہے کہ وہاں قُرب و بُعد ہے ہی نہیں بلکہ وہاں عرش، لوح، قلم، کرسی، ساتوں آسمان، ساتوں زمین ایسے قریب ہیں جیسا کہ حضور کا دستِ رحمت قریب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بُعد سے پاک ہیں۔ وہاں سب دنیا کیساں ستھیلی کی طرح ہے۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے غلاموں کی فساد سنتے ہیں !

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کی فریاد کو سنتے ہیں۔ کیونکہ حجاب ہماری طرف سے ہے اس طرف سے اصلاً حجاب نہیں۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم لفضلہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں !

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہیں کیونکہ ہاتھ کی ہتھیلی کے سامنے ہاتھ والا حاضر و موجود ناظر ہوتا ہے اور جب ساری دنیا و مافیہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے تو یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب دنیا کے سامنے ہر جگہ موجود حاضر و ناظر ہیں۔ جن لوگوں کے دل میں ایمان ہے ان کے لئے یہ کمالاتِ عالیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، دل کی ٹھنڈک ہیں۔ بلکہ اس سے بھی ہزار ہا درجہ کمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھ کر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا

عقیدہ اہل حق ہے!

(۸) ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ موجود شاید و مشہود، حاضر و ناظر ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام دنیا لاکھ کی پتھیل کی طرح ہے مگر حجاب ہماری طرف سے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وہی دیکھتا ہے جس کا حجاب اٹھ جائے۔ کیونکہ اُس طرف سے حجاب نہیں بلکہ حجاب اس طرف سے ہے۔ اہل اللہ کا حجاب اٹھ جاتا ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر موجود دیکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہونے کا

انکار دل کے اندھا ہونے کا اقرار ہے!

جو لوگ دلوں کے اندھے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ وہ بے چارے اندھے ہیں۔ اُن کے دلوں پر حجاب ہیں۔ ثابت ہوا حاضر و ناظر مسئلہ ہی اہل اللہ کا ہے۔ مگر فی زمانہ خشک ملاؤں، دیوبندیوں، نجدیوں، کانگریسیوں، معتزلیوں، خارجیوں کا مسئلہ نہ تھا اور نہ ہے۔ وہ بیچائے اپنے اندھے ہونے کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہم دل کے اندھے ہیں۔ کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر موجود ہونے کے منکر ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہونے کا انکار دل کے اندھا ہونے کا اقرار ہے۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی جہالت !

مولوی رشید احمد گنگوہی مصدق براہین قاطعہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان شریف کا ثبوت ملک الموت کے شان پر قیاس کر کے ثابت کرنا یہ قیاس فاسد ہے۔

کیوں گنگوہی؟ تم سے سینکڑوں سال پہلے ائمہ دین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عظمت کو سمجھانے کے لیے سرکار ملک الموت کی شان کا حوالہ دے کر اس پر قیاس فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار فرمایا ہے یا نہیں۔ یہ ائمہ دین کی کتب کی عبارات گنگوہی دیوبندی کی بے رخی، لاعلمی یا تعصباتِ روہ کا بین ثبوت ہیں۔

امام سیوطی کا تبصرہ !

قال سیدی الجلی فی	علامہ امام اجل سیدی یہا فرماتے ہیں
رسالته المذكورة ایضاً	کہ برزخ کے معاملہ کو دوسری کسی
ان امر البرزخ لایقاس	چیز پر قیاس نہیں کر سکتے۔ کیا نہیں
علی غیرہ الا تری الملکی	دیکھتے کہ منکر نکیر اس کے باوجود کہ ان
السؤال مع تناهی عظمهما	کے بڑے بڑے جسم ہیں وہ چھوٹی
فی اضیق اللحد من این	سی لحد میں کیسے آسکتے ہیں اور کیسے
یاتیان و من این ینہبان	آتے جاتے ہیں اور کیسے دو میتوں
و کیف یسألان میتین	سے سوال کرتے ہیں یا کئی میتوں
او امواتا فی وقت احدہم	سے سوال کرتے ہیں حالانکہ ان

میتوں میں سے ایک میت مشرق
میں اور دوسری میت مغرب میں
ہے۔ ایک وقت میں، ایک آن میں
ایک زبان ہو کر سوال کرتے ہیں اور
انگی سے لحد سے ایک کھڑکی جنت
کی طرف کھول دیتے ہیں حالانکہ جنت
آسمانوں کے اوپر ہے اور دوزخ
سمندروں کے نیچے ہے تو ہمیں یقین
حاصل ہوا۔

کہ ہمارا رب کریم رحیم علیم قادر عظیم
ہے۔ اس کی قدرت میں ہے کہ وہ
ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
وہ کمال عطا فرمائے جو اس نے حضرت
منکر نکر اور حضرت ملک الموت کو عطا
فرمایا ہے بلکہ ان سے بڑھ کر کمال
عطا فرمایا کیونکہ وہ تو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے خدام ہیں وہ تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کرتے
ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
حاضر و موجود ہونے پر ان دلائل کے
بعد بھی منکر نہ ہو گا مگر بے دین گمراہ

من هو في اقصى المشرق
ومنهم من هو في اقصى
المغرب وكيف تخرق
باصبعه في اللحد طاقه
تنفذ الى الجنة وطاقه
الى النار مع ان الجنة
فوق السموات والنهار
تحت البحر المالح الحيطان
الحاصل۔

ان الله تعالى الرب الحكيم الخليم
القادر العلي العظيم في قدرته
ان يعطي سيدنا محمداً
صلی اللہ علیہ وسلم الذی
اعطاه للملکی السؤال وملك
الموت وفوق ذلك اذ هم دونہ
لانهم يستلان عنه وكان
المجاهد ذلك بعد علمه
بهذا المفاد ضالاً كما ضلت
الفلاسفة حيث جعلوا
في سدرته بعض المقبورين
زيقاً ظانين انه صقي

اقعد للسؤال في القبر سؤال
الزيتي ثم تبعثوا احد ذلك
عليه فوجدوا الزيتي لم
يسئل وقد تحذر ان شاء
الله تعالى من هذه المقالات
والاجوبة والسوالات انه
صلى الله عليه وسلم بجسده
الشريف وروحه لا يخلو
منه زمان ولا مكان و
لا عصر ولا اوان.... الخ

جیسے کہ فلاسفہ بے دین گمراہ قبر کے
سوال جواب کا انکار کرتے ہیں اور
حجت یہ کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک
میت کی ناف پر پارہ رکھ دیا کہ
جب میت اٹھے گی، سوال جواب
اور عذاب ہوگا، پارہ پگھل جائے
گا۔ پھر کچھ دنوں بعد قبر کو اکھاڑ کر
دیکھا کہ پارہ اسی طرح میت کی ناف
پر رکھا ہوا ہے۔ لہذا فلاسفہ نے کہہ دیا
کہ سوال جواب کچھ نہیں ہے۔ اگر سوال
جواب و عذاب ہوتا تو پارہ ضرور پگھل
جاتا۔ ثابت ہوا کہ سوال جواب نہیں
ہے۔ ان مقالات و جوابات و جوابات
سے یہ بخوبی واضح ہو گیا کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم سے کوئی مکان، کوئی زمان
کوئی عصر کوئی اوان خالی نہیں ہے۔

ارواح مومنین جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں !!

انبیاء کرام علیہم السلام حج اور عمرہ کرتے ہیں!

تمام دنیا و مافیہا حضور کی رحمت کا ایک حصہ ہیں!

قال سیدی علامہ جلی یہ مسئلہ اپنی جگہ ثابت ہو چکا ہے کہ

فی رسالة المباركة وقد
استقر الحال ان شاء الله
تعالیٰ ان ارواح المؤمنین
المأذونة تسرح وتمرح
فی الجنة والسموات وتأتی
الی اخیه قبورها الزیارة
اجسادها احياءاً وتدنو
من السماء الدنيا تحاجه
قبورها وان المؤمن یعرف
زائره والمسلم علیه ورد
علیه وان تلك المعرفة
تزداد وان الاولیاء والاصفیاء
ازید من علمة المؤمنین
فی ذلك وان العلماء العالمین
وشهداء والصحابه و
الآل والقرباء اقوی
زیادة وتخصیصاً وان
الانبیاء یسیرون فی الكون
باشباحهم وارواحهم
و یحجبون یعمرون كما
كانوا احياء وان النبی صلی

مؤمنین کی ارواح جنت اور آسمانوں
کی سیر فرماتی ہیں۔ اپنی قبور پر آتی جاتی
ہیں۔ آسمان دنیا کے قریب مقابل
قبور کے ہوتی ہیں اور مومن اپنے زائر
کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے
اور پہچان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ عام
مؤمنین سے اولیاء و اصفیاء کی پہچان
زیادہ ہوتی ہے۔ علماء و ائمہ دین شہداء
کرام، صحابہ کرام اہل بیت کی پہچان
اولیاء سے زیادہ ہوتی ہے۔ انبیاء
کرام عالم کی مع اجسام مبارکہ کے سیر
کرتے اور عمرہ کرتے ہیں جیسا کہ حیات
ظاہری میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے تمام عالمین علویہ سفلیہ بھرے ہوئے
ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل
المخلوق، افضل العباد ہیں۔
اور تمام دنیا و مافیہا حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی بخشش و ریاضے رحمت کا ایک
قطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
سے۔

صلی اللہ علیہ وسلم ملأ

العوالم العلویہ والسفلیہ

لأنہ افضل عباد اللہ و

عبادہ وان الکلون کلہ بما

ہوای و ما عوی من مسطور

انہ بفضل ربہ تعالیٰ... الخ

(شرح مسلم للنووی ۲۱/۲۲۸)

مَلَائِكَةُ كِرَامِ کے دروہنچانے کی حکمت!

قال سید العلامة الجلی لکن	حضرت علامہ سیدی جلی فرماتے ہیں
بقی ہنا سوال موجد یجب	کہ اس جگہ ایک سوال ہے جب تک
الجواب عنہ و ہوانہ و	اس کا جواب نہ ہو ہمارا مدعا حاصل
رد فی صحیح الاخبار ان	نہیں ہوتا اور وہ یہ ہے کہ حدیث
اللہ تعالیٰ و کل ملک بقدر	صحیح میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک
النبی صلی اللہ علیہ وسلم	فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر
یلغہ الصلوۃ والسلام	شریف پر مقرر فرمایا ہے جو کہ امت کے
من المصلی والمسلم علیہ	صلوۃ و سلام پہنچاتا ہے اگر حضور
فلو کان حاضراً فی کل مکان	صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر ہوتے
او موجوداً فی کل زمان	تو فرشتہ کی کیا ضرورت تھی تو جب فرشتہ
او رفع من قبرہ لما	ہے تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
احتاج الامر الی الملک	ہر جگہ حاضر نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے
فالجواب بفضلہ تعالیٰ	کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کہتے ہیں کہ

انک قد علمت ایہا السائل
من مفادنا هذا الكتاب
ان القبر الشریف المنور
الکائن بالمدينة المنورة علی
صاحبه من الرحمن الرحیم
افضل الصلوة واشرف
التسليم لیس غلیبا عنه
صلی اللہ علیہ وسلم بل هو
ممتلی به سورة الکون
العلوی والسفلی و له
زیادة تخصیص بجلوله
صلی اللہ علیہ وسلم فیہ
ودفنه و ذلك الشان
اذین من تلك الشؤون
کلها و اقوی وصیة
وحینئذ فکل ملک قلعة
و محل کرسی لمملکة و
ذالك المحل للنبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مرطیبة الطیبة والروضة
المشرفة فاذا محل الخدمته

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر
موجود ہیں تو اپنی قبر شریف میں بھی
حاضر ہیں۔ کیونکہ قبر شریف بھی تو ایک
مکان ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور خالی
نہیں ہے بلکہ دوسرے مکانوں کے
طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بھی
حاضر ہیں اور قبر شریف کو باقی دنیا سے
خصوصیت الگ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم وہاں تشریف فرما ہیں اور
وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری
دنیا میں سے دفن شریف ہوا ہے۔
اس وجہ سے قبر شریف کی شان و عظمت
باقی دنیا سے زیادہ ہے اور قوی۔ کیونکہ
ہر بادشاہ کا ایک قلعہ پایہ تخت ہوتا
ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی قبر شریف حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محل شریف پایہ
تخت خلیفہ اعظم ذات ربی کا ہے اور
خادموں کی خدمت کا موقع محل شاہی
پایہ تخت ہوتا ہے۔ لہذا اس وجہ

ہو منا فالخدام والطواشیہ
 یضد مون ظاہراً و باطنہ
 و قد جعل اللہ تعالیٰ وظیفہ
 اداء خدمت القبلین ذالک
 الملک المستول عنہ علی
 سبیل الاحترام والتوقیر
 و إلا فالذی یقول بان
 البعد فی المسافة محباب
 بین صلاتنا و بین سماع
 النبی صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم لہا یلزمہ
 ان القبر الشریف و اشان
 المعظم و یخرد ذالک من
 الامشیاء المحییہ مانع
 من اسماء لہ صلی اللہ
 علیہ و هذا لا یقولہ احد
 فعلم ان ملازمة الملک انما
 ہی الاداء و وظیفہ الخدمۃ
 و لدوام اقامة الناموس
 و المحرمۃ و ایضاً ملازمة
 الملائکۃ و الخدام هنالک
 سے روضہ منورہ کے خادم اور مجاہد
 دینے والے خدام ظاہری خدمت دہیں
 بجالاتے ہیں اور ملائکہ کرام بھی خدمت
 ظاہری باطنی دہیں بجالاتے ہیں اور
 اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کی ملازمت
 محل شاہی میں بطور اعزاز و احترام
 شہنشاہ انبیاء و دنیا و مافیہا کے دربار
 معلیٰ میں یہی مقرر کی ہے۔ اور فرشتے
 کا درود پہنچانا اپنی غلامی کا حق
 ادا کرنا ہے۔ خادم ہونے کی خدمت
 بجالانا ہے اس کا درود پہنچانا اس
 لئے نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 حاضر نہیں ہر مکان میں اور موجود نہیں
 ہر مکان میں بلکہ خادم ہونے کی خدمت
 کو ادا کرنے کے لئے ہے اپنا نام
 خدام میں تحریر کرانے کے لئے ہیں
 ورنہ جو معترض یہ کہتا ہے کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم دور سے صلوٰۃ و سلام
 نہیں سنتے اور حاضر موجود نہیں ہیں
 اس کو یہ بھی چاہیے کہ یہ کہے کہ روضہ
 منورہ پر بھی نہیں سنتے کیونکہ روضہ

منورہ پر کتنی عمارات حائل اور حالی
شریف اور زمین حائل ہیں کیونکہ قبر شریف

جو تھے حجرہ مبارک میں ہے جب
نہ سننے کا سبب دوری ہے تو چار
مکانوں کی دیواریں بھی سبب ہوں
گی نہ سننے کا۔ اور اس کا امت میں
کوئی بھی قائل نہیں ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ شریف
پر درود شریف نہیں سننے بلکہ سب
قائل ہیں سننے کے موجب حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو چار مکانوں کی دیواریں
سننے سے منع نہیں کرتیں۔

تو بعد مسافت (دوری) بھی
حضور کو صلاۃ و سلام سننے سے منع
نہیں کرتی تو ثابت ہوا کہ فرشتے کا
درود پہنچانا صرف شاہی اعزاز
کے لیے ہے۔ اور اپنی خدمت کا حق
ادا کرنے کے لیے ہے اور ملازمیت
شاہی ملائکہ کرام کی وہاں کرنا اور خدمت
کا خدمت کرنا اسی لئے ہے تاکہ دنیا کو
حضور کے پایہ تخت محل شاہی کی بادشاہی

لئلا يتعطل محل العهد
بالجسم الشريف من
زيارة و من هذا القبيل
ان الملائكة تعرض اعمال
الامة على نبيها صلى
الله عليه وسلم في كل
يوم بكرة و عشيا ليس
ذلك لخفائها عليه بل
لإقامة اداء لخدمته ايضا
و لاطهار العدل بإقامة
الحجة بشهادة الملائكة
ايضا و الافكتى بالنبي
صلى الله عليه وسلم -
شاهداً و كفى بالله
شحيداً رقيباً الا ترى
ان الله تعالى مع حاله
علمه بالكليات الصادقة
عن عبادة و الجزيات
نصب كراماً كاتبين
و بررة سفرة حافظين
الى غير ذلك ... الخ

(الحادی للفتاویٰ)

۲۲۲/۱

اور یاد کر کے اپنے شہنشاہِ عظیم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے محلِ شاہی کی زیارت مبارکہ
 کریں اور حاضری دیں اور اسی طرح
 ملائکہ کا صبح و شام حضورؐ کے دربار میں
 امت کے اعمال پیش کرنا ہے وہ اس لیے
 نہیں ہے کہ حضورؐ کو اعمالِ امت کا علم
 نہیں یا اعمالِ امت کو دیکھتے نہیں بلکہ
 وہ صرف شہنشاہی اعزاز کے لیے ہے
 اور خدام کا خدمت کا حق ادا کرنے کے
 لیے ہے اور ملائکہ کی ساری خدمت صرف
 حضورؐ کے شاہی اعزاز کے لیے ہے۔
 حضورؐ ہر جگہ حاضر ہیں سب کچھ دیکھتے
 ہیں سنتے ہیں۔ ملائکہ کی کوئی احتیاج نہیں۔
 اے معترض اللہ تعالیٰ تمام جبرئیلی کل علم
 کے باوجود کراما کا تبیین اور دن دات
 کے آنے جانے کے لیے مقرر فرمائے
 ہیں کیا وہ جہاں بھی کہہ دے گا کہ وہ فرستے
 کراما کا تبیین اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
 کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے حالانکہ وہ
 کراما کا تبیین وغیرہ صرف دربارِ خداوندی
 کے اعزازِ شاہی کے لئے ہے۔

قرآن کریم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و موجود ہونے کی دلیل

قال سیدی العلامة الجلی
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حاضرًا البتہ ان اللہ تعالیٰ
ارسل شہدًا علی اعمال
العباد خیرھا وشرھا
فقال تعالیٰ یا ایہا النبی
انا ارسلناک شہدًا و
مبشرًا.... الخ

والشہد لا بد ان
یکون حاضرًا للمشہود
علیہ وناظرًا للمشہود
الیہ فعلم انہ کل
عالم وناظرًا فی کل مکان
..... الخ

(روح المعانی: ۵: ۲۲)

علامہ جلی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم یقیناً بلاشبہ ہر جگہ حاضر
ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنی مخلوق کے اعمال نیک
و بد کا شاہد مقرر فرمایا ہے۔ فرمایا :
اے نبی پاک ہم نے آپ کو شاہد بنا کر
بھیجا ہے اور شاہد کے لیے فردری
ہے کہ وہ اپنے مشہود علیہ کے پاس
حاضر ہو اور مشہود الیہ کا ناظر ہو ورنہ
شاہد شاہد نہیں تو اس آیت کریمہ سے
ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسم شریف سے کوئی مکان خالی نہیں
اور کوئی زمان خالی نہیں بلکہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان و ہر زمان
میں بحسبہ الشریف موجود ہیں۔

قیامت کو امت کے شاہد ہونے کا جواب

قال سیدی العلامة
المجلی فان قیل قد
حضرت سیدی علامہ جلی فرماتے ہیں
کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہادت

دیں گے امت بھی شہادت دے گی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امت میں کیا فرق رہا معاملہ برابر ہو گیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام بھی شہادت دیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام میں کیا فرق رہا۔ اس سے تو ہر ایک کا ہر جگہ حاضر موجود ہونا لازم آتا ہے۔؟

اس کا جواب یہ ہے :

بفضلہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت میں کوئی شریک نہیں ہے نہ کوئی امتی نہ کوئی نبی نہ کوئی شہید پس برابر ہی نہ رہی۔ سوال سرے سے رد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : وجئنا بک علی ہولاء شہیدا اور ارشاد ربی ہے : ویکون الرسول علیکم شہیداً

قال اللہ تعالیٰ فکیف اذا جئنا من کل امة بشہید وقال تعالیٰ وکذلك جعلناک امة وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس..... الخ
فقد سوی بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم و بین الامت فی المفی الشہادة و سوی بینہ و بین الانبیاء فی ذلك المفی ایضاً

فالجواب :

بفضلہ تعالیٰ انه لا تسوية لانه والایة الاولى قال وجئنا بک ہولاء شہیدا وقال فی الایة الثانیہ ویکون الرسول علیکم شہیداً و ورد ان هذا الامت شہد علی جمیع الامم وتشهد

بالتبلیغ و نبیہا یزکیہا
 فلا مساواة باولا احد
 فی درجته و انا شہادۃ
 الانبیاء فلا اشکال فیہا
 لانہم شاہدون و
 حاضرون صا و معنا
 و الا شہادۃ ہذا الامۃ
 فانما ہی من باب الشہادۃ
 علی الشاہد لان الامۃ
 انما تلقت ذلک من
 القرآن العظیم الصادق
 الوارد علی لسان النبی
 المصدق فتبین بهذا
 و بانہ کان کل رسول
 اذا مات انتہت شریعتہ
 و ارسل رسول غیرہ و
 لم یکن نبیا کذا لک بل
 شریعتہ مقررہ و دعوتہ
 قائمۃ باقیہ الی یوم
 القیامۃ و معہا و بعدہا
 اذ لا نبی بعدہ ان شہادۃ

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ
 امت محمدیہ تمام اہم پر گواہی دیگی۔
 اور ان کے انبیاء کرام پر تبلیغ کرنے
 کی گواہی دے گی اور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم اپنی امت کی تصدیق فرمائیں
 گے کہ میری امت سچ کہتی ہے تو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم امت کے مژک و
 مصدق ہوئے مساوات نہ رہی۔ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں کوئی
 دوسرا شریک نہ ہوا لیکن انبیاء کرام
 علیہم السلام کی گواہی دنیا اپنی اپنی
 امتوں پر اس میں کوئی اخفا نہیں ہے۔
 کیونکہ انبیاء کرام اپنے اپنے زمانہ میں
 اپنی اپنی امت کے پاس حاضر موجود
 رہے ہیں سب کچھ معائنہ کیا ہے۔
 صا و معنی۔ لیکن امت محمدیہ کے
 شہادت بذات خود مستقل نہیں ہے
 بلکہ یہ شہادت، شہادت علی اثنا
 کے قبیل سے ہے کیونکہ امت محمدیہ کی
 شہادت صرف اتنی ہے کہ قرآن
 کریم پڑھ کر اہم سابقہ کے احوال

صلی اللہ علیہ وسلم مقرر
 بموجب حضورہ فی جمیع
 العوالم وامتلا السکون و
 المکان والزمان بہ فکان
 شانہ فی هذا المفی کما
 اشرفا کبدر فی سماء
 علو الفضل ونحن تحته
 سائرون فی ضوء نورہ
 حتی رفعنا رؤسنا الیہ
 ونحن فی شدۃ العدوۃ
 المشی والتانی ارجلنا
 او نمنا او استیقظنا نراہ
 معنا فوق رؤسنا ولو
 مشینا الی اقصی المشرق
 ومشی آخرون الی اقصی
 المغرب وادب آخرون
 السفن فی لجج البحار
 ومعہ آخرون الجہیل
 وسلب آخرون الفقار
 کل را بیتہم محمد صلی
 اللہ علیہ وسلم حاضرًا
 معلوم کر کے شہادت دے دی۔
 لیکن یہ قرآن کریم تو حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم پر نازل و وارد ہوا ہے۔
 تو قرآن کریم پر امت نے ایمان کر
 شہادت دی تو یہ شہادت حقیقت میں
 حضور جو شاہد علی الاطلاق ہیں ان
 پر ہوئی کہ جو کچھ حضور نے فرمایا ہے
 وہ حق ہے یہ الشہادت علی الشاہد
 کے قبیلے سے معاملہ ہو گیا لہذا امت
 کی بذات خود مستقل شہادت نہ ہوئی۔
 تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہر نبی و رسول
 جب دنیا سے پردہ فراتے رہے تو
 الی کی جگہ دوسرے انبیاء کو مبعوث
 فرمایا جاتا رہا۔ ان دونوں باتوں
 سے یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ
 ہمارے نبی کریم کی شہادت نہ امت
 کی طرح ہے نہ دیگر انبیاء و کرام کی
 طرح ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی نبوت و رسالت قیامت تک قائم و
 قائم ہے اور باقی ہے۔ سرکارِ عظیم صلی
 اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا کوئی نبی

معهم لحضور البدر

مع هؤلاء كلهم۔

..... الخ

نہیں بلکہ دوسری نبوت کا امکان تک

نہیں تو جب نبوت دائم و قائم ہے

تو شہادت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی دائم و قائم باقی ہے۔ شہادت نبوت

اس لیے دائمی ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم ہر جگہ ہر زمانہ میں حاضر موجود

ہیں کیونکہ صفت کا دوام بغیر دوام

موصوف محال ہے جب حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی صفت شہادت نبوت

رسالت ہر جگہ ہر مکان ہر زمانہ

میں موجود ہے تو ثابت ہوا کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم بفضلہ تعالیٰ ہر مکان

ہر زمانہ میں حاضر موجود ہیں۔

اس کی عالم دنیا میں مثال بطور نفہم

چاند ہے اللہ تعالیٰ نے چاند کو ایسا

مکان عطا فرمایا ہے کہ ہم اس کے

نیچے اس کی روشنی میں سیر کرتے ہیں

جب ہم سر اٹھائیں چاند کی طرف اگرچہ

ہم تیز رفتار دوڑتے جائیں یا تیزی سے

کچھ کم یا بالکل سست یا بیٹھیں یا سوئیں

یا جاگیں۔ ہم ان تمام معاطات میں چاند

کو اپنے ساتھ ہی دیکھتے ہیں اگرچہ ہم
 مشرق میں چلے جائیں دوسرے لوگ
 مغرب میں چلے جائیں کچھ لوگ سمندروں
 میں کشتیوں میں سوار ہو جائیں کچھ لوگ
 پہاڑوں پر چڑھ جائیں کچھ لوگ جنگلوں
 میں چلے جائیں۔ ان سب کے ساتھ چاند
 ہر جگہ ہر مکان ہر زمان بحر و جبل و پہل
 فوق و تحت میں ہر کے ساتھ حاضر و
 موجود ہے اسی طرح ہمارے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر مکان ہر زمان
 ہر آن ہر لحظہ ہر مقام ہر ایک کے ساتھ
 حاضر موجود ہیں۔

یہ دلائل عقلیہ و نقلیہ اب تک فقیر نے حضرت علامہ شیخ المحدثین امام اہل امام
 نور الدین الحنبلی کے رسالہ جلیلہ تعریف اہل الایمان و الاسلام بان نبینا
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلو منه مکان و لا زمان سے نقل کئے ہیں۔

ایک اہم سوال !

جو غلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں کیا وہ حضور سیدنا
 شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی مثال مبارک کو دیکھتے ہیں یا جسم اصلی
 حقیقی نورانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں۔ اس کے متعلق اکابرین امت کے ارشادات
 پیش خدمت ہیں :

(جواب الہی : ۲/۱۱۸)

قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

قال السیدی الامام الاجل
الامام السیوطی اکثر ما لقع
رؤیتما النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی الیقظة بالقلب
ثم تترقی الی ان یرى بالبصر
هذا قال القاضی ابوبکر
ابن العربی هل الرؤیة لذات
المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
بجسده وروحه او
لمثاله وبالثنائی صرح الامام
حجة الامام الغزالی .

حضرت سیدی علامہ السیوطی فرماتے ہیں
اکثر اوقات نبی کریم کی زیارت شریفہ بیدار
میں دل سے ہوتی ہے پھر ترقی کرتے کرتے
آنکھ سے بھی زیارت شریفہ بیداری میں
ہوتی ہے کہا پھر زیارت حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے جسم نورانی اصلی کی ہوتی ہے
یا کہ مثال شریف کی۔ دوسرے مذہب
مثالی کے قائل امام غزالی ہیں۔

انبیاء کرام زمین و آسمان میں تصرف فرماتے ہیں

ثم لا یمتنع رؤیة ذاته الشرفیة
بجسده الشریف وروحه
الزکیة و ذلك لانه صلی
اللہ علیہ وسلم وسائر
الانبیاء احياء روت الیم

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی جسم
شریف کی زیارت تمتع نہیں ہے کیونکہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء علیہم
السلام مع اجسام اصلہ کے حیات ہیں
اور تمام عالم ملکوتی علوی سفلی ارضی سماوی

ارواحهم بعد ما قبضوا و
 اذن لهم بالخروج من قبورهم
 والتصرف في الملكوت العلوي
 السفلي وقد الف البيهقي
 جزء في حياة الانبياء -

میں باذنہ تعالیٰ تصرف کرتے ہیں اور
 سیریں کرتے ہیں جیسا کہ اس بارے میں
 امام بیہقی اپنے مستقل رسالہ حیاۃ الانبیاء
 میں فرمایا -

علامہ ابو منصور بغدادی کا عقیدہ

وقال الاستاذ ابو منصور
 عبد القاهر بن طاهر البغدادي
 المتكلمون المحققون من
 اصحابنا ان نبينا صلى الله
 عليه وسلم حتى بعد وفاته
 دانه يبشر بطاعات
 امته ويحزن بمعاصي العصاة
 منهم وان الانبياء لا يبلون
 ولا تاكل الارض منهم شيئا
 و قد مات موسى عليه وسلم
 انه راہ في قبره مصليا
 وفي حديث المعراج انه
 راہ في السماء الرابعة و
 راي آدم و ابراهيم واذ

حضرت علامہ ابو منصور بغدادی نے
 فرمایا ہے کہ تمام علماء متکلمین محققین
 اہل سنت کا مذہب ہے کہ حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم بحکم حیات ہیں بعد پردہ
 شریف کے امت کی فرمانبرداری سے
 خوش ہوتے ہیں اور گناہ گاروں کے
 گناہ سے غم کا اظہار فرماتے ہیں اور عباد
 منورہ انبیاء کرام علیہم السلام کا کھانا
 زمین کے لئے حرام کر دیا گیا ہے -
 سرکار موسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم سے پہلے سینکڑوں سال
 پردہ فرما گئے ہیں لیکن ہمارے نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
 نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے

اضح لنا هذا الاصل
قلنا نبينا صلى الله عليه
وسلم قد صاد حياً بعد
وفاته وهو على نبوته

نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور شب
معراج متعدد انبیاء کرام علیہم السلام
کو سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں
پر ملاحظہ فرمایا ہے۔ جب یہ معاملات
دیگر انبیاء کرام کے صحیح ہیں تو ہم کہتے
ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
بجسمہ حیات ہیں بعد پر وہ شریف کے
مع نبوت و رسالت کے۔

علامہ قرطبی کا عقیدہ موت کا معنی عوام مومنین کے بار میں

وقال القرطبي في التذكرة
نقلنا عن شيخه الموت ليس
بعدم محض وانما هو
انتقال من حال الى حال
ويدل على ان الشهداء
بعد قتلهم وموتهم احياء
يرزقون فوحين مبشرين
وهذا صفة الاحياء في
الدنيا واذا كان هذا في
الشهداء فالانبياء احق
بذلك واولى۔

حضرت علامہ قرطبی فرماتے ہیں موت
کے معنی محض معدوم ہونا نہیں ہے
وہ تو منتقل ہونا ہے ایک حال سے
دوسرے حال کی طرف۔ اور اس
معنی پر دلالت کرتا ہے شہداء کرام
کا حال شریف کیونکہ وہ دنیا سے پرہ
فرمانے کے بعد رزق کھاتے ہیں۔
خوش خبریاں دیتے ہیں۔ یہ صفات دنیا
میں جیاتی کے ہیں جو شہداء کے بعد انتقال
کے ہیں۔ جب یہ شہداء کی شان ہے
تو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اس سے
اعلیٰ و افضل ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں موت کیسی ہے؟

دصح ان الارض لا تاكل اجساد الانبياء وانه صلى الله عليه وآله وسلم اجتمع بالانبياء ليلة الاسراء في بيت المقدس وفي السماء و رأى موسى قائما يصلي في قبرة اخبره صلى الله عليه وسلم انه يرد السلام على كل من يسلم عليه الى غير ذلك جدا بحصل من جملة القطم بان موت الانبياء انما هو راجع الى ان غيبوا عنا بحيف لا ندركم و ان كانوا موجودين احياء و ذلك كالمحال في الملائكة فاتهم موجودونا احياء ولا يراهم احدا من نوعنا الا من خصه الله تعالى بكرامته - انتهى

اور یہ صحیح ہے کہ زمین اجساد انبیاء کو نہیں کھاتی اور حضور نے شب معراج میں بیت المقدس میں آسمانوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ملاحظہ فرمایا۔ اور سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر فرمائی ہے کہ جو شخص سلام عرض کرتا ہے میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ ان تمام دلائل سے یہ قطعی طور پر یقین حاصل ہوا کہ انبیاء کرام کے انتقال کا معنی یہ ہے کہ وہ ہم سے (دنیا سے) غائب ہو جاتے ہیں۔ اس طور پر ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے وہ موجود ہیں حیات میں جیسا کہ ملائکہ کرام موجود حیات میں۔ لیکن ان کا دیکھنا ہر ایک کا کام نہیں مگر کامل کا کام ہے جس پر خاص فضل الہی ہوتا ہے۔

(الایواقیت والجواب: ۲/۳۶)

انبیاء کرام علیہم السلام مع اجسام مبارکہ صلیہ حیات میں

قال سیدی العلامة السیوطی حضرت علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حضور
قال صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ پر
مرت علی موسیٰ وهو قائم گذرا تو دیکھا کہ وہ کھڑے اپنی قبر میں
یصلی فی قبرہ وهذا نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ صریح نقل
صریح فی اثبات الحیوة البشی ہے سرکار موسیٰ علیہ السلام کی حیاتی
علیہ السلام فانہ وصفہ کے لئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
بالصلاة وانه کان قائماً نے ان کی صفت بیان فرمائی۔ نماز پڑھنا
ومثل هذا لا یوصف بہ کھڑے ہو کر یہ صفات روح کی نہیں
ارواح واما وصف بہ ہیں بلکہ یہ صفات جسم کی ہیں اور پھر
الجسد فی تخصیصہ تخصیص فرماتا قبر میں کھڑے ہو کر اس
بالقبر دلیل هذا فانہ میں دلیل بھی اسی پر ہے کیونکہ کھڑا
لوکان من اوصاف الروح ہونا اگر صفت روح کی ہوتی تو قبر کی
لم یحتج لتخصیصہ بالقبر تخصیص کی ضرورت نہ پڑتی کیونکہ
فان احداً لم یقل ان کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہے
ارواح انبیاء مسجونہ کہ انبیاء کرام کے ارواح مبارکہ
فی القبر مع الاجساد قبروں میں مع جسموں کے قید ہیں اور
وارواح الشهداء ارواح شہداء یا مومنین کے جنت
المومنین فی الجنة میں ہیں۔

ارواح مبارکہ تو انبیاء کرام شہداء و عظام کے آزادی میں جہاں چاہیں آئیں جائیں

تو پھر قبر میں نماز حالتِ قیام میں تخصیص کرنا دلیلِ اول ہے کہ انبیاء کرام بحکمہ الاهی حیات ہیں۔

قاضی عیاض مالکی کا عقیدہ

انبیاء کرام کاج کا سفر

هذا لفظ القاضي عياض رضى الله تعالى عنه

قال العلامة السيوطي وفي
حديث ابن عباس سدرنا
مع النبي صلى الله عليه
وسلم بين مكة والمدينة
فمررنا بواد فقال آتى
واد هذا فقالوا وادى الارزق
فقال صلى الله عليه وسلم
كافى النظر الى موسى واضعاً
اصبعيه في اذنيه له جواز
الى الله بالتلبية ما را
بهذا الوادى ثم سرنا حتى
اتينا على ثنية قال كافي
النظر الى يونس على ناقة
حرأء عليه جبة صوف

حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ سرکار
عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ
مکرمہ کو جا رہے تھے کہ حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ
کونسی وادی آگئی ہے؟
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ وادی
ارزق ہے۔ سرکار اعظم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ گویا میں حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو ملاحظہ کر رہا ہوں۔
کہ اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں
کانوں میں رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ
کے دربار کی حاضری کے لئے تلبیہ

ما رًا بهذا الوادی ملبتیا
سئل هنا کیف ذکر جمہم
و تلبیتہم و ہم اموات
و ہم فی الاخری لیست
دار عمل رجیب بان
الشہداء احياء عند
ربہم یرزقون فلا یبعہ
ان یحجو و یصلوا و
لیتقربوا بما استطاعوا۔
..... الخ

(شرح مسلم السنودی)
۲۲۸/۲

پڑھتے ہوئے اس وادی سے گزر
رہے ہیں پھر ہم چلتے چلتے موضع
ثنیہ پر پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ
و سلم نے فرمایا گویا کہ یونس علیہ
السلام کو ملاحظہ کر رہا ہوں کہ وہ
سرخ رنگ کی اونٹنی پر صوف کا
جُبہ پہنے تلبیہ پڑھتے ہوئے جا رہے
ہیں۔ یہاں سوال کیا گیا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کا
حج ذکر فرمایا ہے۔ ان کا تلبیہ

ذکر فرمایا حالانکہ وہ دار دنیا سے
پردہ فرما گئے ہیں اور دار آخرت
میں ہیں اور دار آخرت دار عمل
نہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ
شہداء کرام دنیا سے پردہ کرنے
کے بعد حیات میں رزق کھاتے
ہیں تو پھر یہ کونسی بعید بات ہے کہ
انبیاء کرام علیہم السلام حج کریں
نمازیں پڑھیں اور عبادت کریں۔

تلبیہ پڑھنا کانوں میں انگلیاں رکھنا اونٹنی پر سواری فرمانا،
صوف کا جُبہ زیب تن کرنا۔ یہ تمام صفات اجسام کے ہیں تو ثابت ہوا کہ انبیاء کرام
مع اجساد اصلہ کے خانہ کعبہ کا حج کرتے ہیں۔

علامہ سیوطی کا آخری فیصلہ اور عقیدہ

قال سیدی السیوطی فحصل من مجموع هذا القول و الاحادیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بحبہ الشریف و روحہ الزکیة و انه يتصرن و یسیر حیث یشاء فی اقطار الارض و فی الملکوت و هو بهیئة التي کانت علیها قبل وفاته لم یتبدل منه شیء و انه مغیب عن الابصار کما غیبت الحلائكة مع کونهم احياء باجسادهم فاذا اراد الله رفع المحجبات عن اراد اکرامه برویة راء علی هیئة التي هو علیها لا مانع ذالك ولا داعی الی التخصیص برؤية امثال..... الخ

حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ان تمام اقوال و احادیث شریفہ سے مسئلہ ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع جسم اصلی کے حیات ہیں اور دنیا میں تصرف فرماتے ہیں، سیر کرتے ہیں زمینوں کی آسمانوں کی جہاں چاہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی شکل مبارک پر ہیں جس پر پردہ شریف سے پہلے تھے ان کے جسم اطہر سے کوئی چیز نہیں بدلی۔ اور ہماری آنکھوں سے حجاب میں ہیں جیسے ملائکہ ہماری آنکھوں سے حجاب میں ہیں مع اس بات کے کہ ملائکہ کرام موجود و حیات ہیں۔ اسی طرح سرکار اعظم حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود و حیات ہیں پس جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کسی پر فضل کا اس کا حجاب اٹھا دیتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصل شکل نورانی پر دیکھتا ہے اس سے شرع شریف میں منع پر کوئی دلیل نہیں اور کوئی سبب نہیں کہ کہا جاوے

(الحاوی للفتاویٰ: ۲/۴۳) اور تخصیص کی جاوے کہ اصلی جسم شریف نہیں دیکھا بلکہ مثال دیکھی ہے۔

علامہ نور الدین حلبی کا آخری فیصلہ اور عقیدہ!

قال العلامة الحلبي في رسالة تعريف اهل الاسلام والايمان بالجملة والتفصيل فهو صلى الله عليه وسلم موجودا بين اظهرنا حسنا ومعنا وجما وروحنا

حضرت علامہ حلبی فرماتے ہیں کہ اصل کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر وقت حاضر و موجود و ناظر ہیں مع اپنے جسم اصلی کے۔

وسرًا وبرهانا۔ (جواب البحر: ۲/۱۲۲)

کیا بیداری میں زیارت کرنے والا صحابی ہو جائے گا

فان قال قائل يلزم على هذا ان تثبت الصفة لمن رآه صلى الله عليه وسلم والجواب ان شرط الصفة ان يراه وهو في عالم الملك وهذا الروية وهو في عالم الملكوت وهذه الروية لا تثبت صفة ويريد

(حضرت امام السيوطی فرماتے ہیں، اگر کوئی معترض بھی اعتراض کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر اور موجود ہیں بیداری میں ان کی زیارت ہوتی ہے ان عقائد کی بنا پر اعتراض آتا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھ لے صحابی بن جائے گا اس کا جواب فرماتے ہیں صحابی

ذالک انت الاحادیث
دردت بان جمیع امتہ
عرضوا علیہ فراہو
و راوہ ولم تثبت لصحۃ
..... الخ

(الحاوی للفتاویٰ)
۲۲۳:۱

ہونے کی شرط یہ ہے کہ آدمی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے کہ سرکارِ صلی
اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم عالم دنیا
میں جلوہ گر ہوں اور یہ روایت جواب
ہے بطور کرامت یہ دیکھنا اس طرح
ہے کہ دیکھنے والا عالم دنیا میں ہے اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم ملکوت یعنی
عالم برزخ میں ہیں تو اس روایت سے
درجہ صحابہ کا نہیں ملتا اس جواب
کی تائید وہ حدیث کرتی ہیں جن میں
آیا ہے کہ تمام امت حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے پیش کی گئیں حضورؐ نے تمام امت
کو دیکھا۔ تمام امت نے حضورؐ کو دیکھا
تو دیکھنا تو یہاں بھی پایا گیا ہے تو کیا
ساری امت صحابی کا درجہ لے گئیں؟
ہرگز نہیں۔ کیونکہ امت کا دیکھنا حضورؐ
کو عالم دنیا میں نہیں بلکہ عالم ملکوت
میں ہے۔ عالم ملکوت میں حضورؐ کو دیکھنے
سے صحابی نہیں بنتا ہے۔

ابن القیم حنبلی کا عقیدہ حاضر و ناظر کا فیصلہ

قال ابن القیم فی کتابہ المسئی کتاب الروح و ان لها شأن غیر شان البدن و انها مع کونها فی الجنة ففی فی السماء و متصل لفناء القبر و بالبدن فیہ وہی اسرع شیء حركۃ و انتقالاً و صعوداً و هبوطاً فلہذا الانفس اربع دور کل دار اعظم من التي قبلها الدار الاولى فی بطن الأم والدار الثانية ہی دار اتی نشئت فیہا والدار الثالثة دار البرزخ وہی اوسع من ہدۃ الدار واعظم بل نسبتها الیہ	حافظ ابن القیم حنبلی کتاب الروح میں فرماتے ہیں کہ روح کی شان بدن کی شان سے الگ ہے۔ روح باوجودیکہ کہ وہ جنت میں ہوتی ہے آسمان میں بھی ہوتی ہے قبر کے کنار پر بھی ہوتی اور بدن میں قبر میں بھی ہوتی ہے۔ روح بڑی ہی تیز رفتار ہوتی ہے ازروئے حرکت اور انتقال اور چڑھنے اور اتارنے کے روح کے لئے چار جہان ہیں۔ ہر جہان پچھلا پہلے سے بڑا ہے۔ ۱۔ پہلا جہان ماں کا پیٹ ہے جو کہ بڑا ہی تنگ ہے۔ ۲۔ دوسرا جہان دار دنیا ہے جس میں نشوونما ہوتا ہے۔ ۳۔ تیسرا جہان برزخ ہے۔ اور یہ جہان برزخ دنیا سے بہت ہی
---	---

کُتِبَ هَذِهِ الدَّارُ إِلَى
أُولَىٰ وَالدَّارُ الرَّابِعَةُ
دَارُ الْقُدْرَةِ وَهِيَ الْجَنَّةُ
وَالنَّارُ فَلَا دَارَ بَعْدَهَا
..... الخ

(کتاب الروح ۱۷۳)

بڑا اور کھلا ہے (بلکہ اس قدر
کھلا ہے کہ جہان دنیا جہانِ برزخ
کے سامنے ماں کے رحم کی طرح ہے
جہان دنیا جہانِ رحم سے کتنا کھلا
اور بڑا ہے۔ جہانِ رحم جہانِ دنیا
کے سامنے بڑی ہی تنگ جگہ ہے۔
اسی طرح جہان دنیا جہاں برزخ
کے سامنے جہانِ رحم کی طرح ہے۔
تو اس نسبت سے ذرا منکرینِ شان
حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر
و موجود ہونے کا اندازہ لگائیں کہ
عامة المؤمنین کے سامنے برزخ بن
جانے کے بعد دنیا ماں کے پیٹ کی
طرح ہو جاتی ہے۔ چھوٹی سی تنگ جگہ
معلوم ہوتی ہے تو یہ دنیا ہمارے آقا و
مولا و مولائے کل صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے عالمِ برزخ میں تشریف لے جانے
کے بعد کیا نسبت رکھتی ہوگی تو اس تقریر
حافظ ابن قیم سے حاضر و ناظر میں شک
نہ کرے گا مگر ملحد گمراہ بے دین جاہل
اجہل منافق قدرتِ قادر مطلق سے ناواقف

چوتھا دار وہ دارِ جنت ہے اور

دارِ دوزخ۔ ان کے بعد کوئی بھی

دوسرا دار نہیں ہے۔

اور اگر اس سے زیادہ وضاحت چاہے یہ تو کتاب الروح کا مطالعہ کریں۔
اور پتہ لگائیں منکرینِ شانِ حاضر و ناظر کہ حافظ ابن قیم نے سارا مذہبِ اہلسنت و جماعت
ہی بیان کیا ہے۔ دیوبندی وہابی کو چاہئے کہ اہل سنت پر الجماعت پر شرک کا فتوے دینے
سے پہلے حافظ ابن قیم پر شرک کا فتویٰ دیا کریں جس نے کتاب الروح لکھ کر دہا بیہ نجد
دیوبندیہ کی قیامت تک ناک کاٹ ڈالی ہے۔

حضرت امام شعرانی شافعی کا عقیدہ

ہر نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر دیکھ کر سلام عرض کرے!!

قال سیدی الامام الشعرانی	امام شعرانیؒ میزان الکبریٰ شریف میں
سمعت سیدی علی الخواص	فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ طریقی
رحمہ اللہ تعالیٰ یقول انما	حضرت علی خواصؒ کو یہ فرماتے ہوئے
مر الشارع المصلی بالصلاۃ	سنا کہ شارع علیہ السلام نے نمازی
والسلام علی رسول اللہ	کو حالت تشہد میں صلوٰۃ و سلام کا کیوں
علیہ وسلم فی التشہد	حکم دیا ہے؟ یہ حکم اس لیے دیا ہے کہ
لینتہ الغافلین فی	غافلین کو تنبیہ کی جائے جو کہ دربار الہی
جلسہم بین یدی اللہ	میں حاضری دے رہے ہیں وہ اس
عز وجل علی شہود فیہم	حاضری میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فی تلك الحضرة فانه لا
يفارق حضرة الله تعالى
ابداً فيخاطبونه بالسلام
مشافهه - ... الخ
(البيواقيت والجوامع ۲/ ۲۶)

کو بھی دربارِ الہی میں حاضر و موجود
دیکھیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
دربارِ الہی سے کسی وقت بھی جدا
نہیں ہوتے پس حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو حاضر و موجود سمجھ کر دیکھ کر
آنے سے سلام عرض کریں ۔

امام غزالی کا عقیدہ

حضرت امام الائمہ حجتہ الاسلام امام غزالی کا فتویٰ ذرا ملاحظہ فرمائیے ۔ آپ
احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں :

اما التشهد فاذا جلست
له فاجلس متادباً و
احضر في قلبك النبي
صلى الله عليه وسلم و
مخصه الكريم و قل
السلام عليك ايها النبي
ورحمته الله وبركاته
..... الخ ۔

اے نمازی جب تشہد میں بیٹھے بڑے
ہی ادب سے بیٹھ اور دل میں حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف
کو حاضر و موجود دیکھ کر عرض کر۔
السلام عليك ايها النبي
ورحمته الله وبركاته
(احیاء العلوم: ۱۷۵)

اسما میل دہلوی کا عقیدہ ائمہ دین اہل سنت کے کس قدر خلاف ہے ۔

تابعین ائمہ کا عقیدہ حضرت عمرو بن دینار مکی تابعی کا عقیدہ!

حضرت سیدی شیخ المحدثین قاضی عیاض مالکی "شفاء شریف" میں فرماتے

ہیں:

قال عمرو بن دينار في قوله تعالى فاذا دخلتم بيوتًا فسلموا على أنفسكم قال اي ابن دينار ان لم يكن في البيت احد فقل السلام على النبي صلى الله عليه وسلم ورحمة الله وبركاته الخ

حضرت امام الائمہ صحاح ستہ والے اماموں کے استاد اعلیٰ حضرت عمرو بن دینار مکی تابعی جو کہ حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت عبد اللہ بن عمر کے شاگردوں میں سے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قولے فاذا دخلتم بيوتًا فسلموا على أنفسكم کی تفسیر فرماتے ہیں کہ جب تم گھروں میں جاؤ، اپنے نفسوں پر سلام عرض کرو۔ فرماتے ہیں ان لم يكن في البيت احد فقل السلام على النبي صلى الله عليه وسلم ورحمة الله وبركاته۔

(شرح الشفاء للقاری)

۴۶۴:۳

کوئی نہ ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرو۔

ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مکان میں حاضر و موجود ہیں۔ اگر حاضر و موجود نہیں تو سلام کا مطلب ہی کیا ہے اور یہ تعبیر حضرت ابن دینار کی حضرات صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہ اجمعین سے سنی ہوئی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے بنی کریم سے سنی ہوگی۔ یہ متفقہ مانا ہوا قاعدہ ہے کہ ائمہ تابعین یا صحابہ کرام جو ایسی بات فرمائیں جس میں عقل کو دخل نہ ہو وہ بات ضرور انہوں نے اگر تابعی ہے تو صحابی سے سنی ہوگی، اگر صحابی ہے تو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی۔ وہ ان کی حدیث شریف حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ تو اصل تابعی کا قرآن کی تفسیر کرنا اور پھر فرمانا کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرو۔ یہ تفسیر انہوں نے اپنے استاد صحابہ کرام سے سنی۔

ملا علی قاری حنفی کا عقیدہ

حضرت ابن دینار کے ارشاد ان لم یکن فی بیت احد فقل السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح میں حضرت ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ گھروں میں جا کر حاضر ہوتے وقت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیوں عرض کیا جاتا ہے۔ اس کی دلیل ملا علی قاری یوں فرماتے ہیں: ای لان روحہ علیہ السلام حاضرًا فی بیوت اهل الاسلام۔ یعنی اس لیے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ہر مکان ہر گھر میں موجود ہیں۔ (ایضاً)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی قادری کا عقیدہ!

حضرت شیخ المتحدین شیخ الشیوخ علماء ہند بکرت المصطفیٰ فی دیار الہند حضرت شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی "مدارج النبوة" کے مکملہ میں فرماتے ہیں

بدانکہ دے صلی اللہ علیہ وسلم می بیند
دے شنود کلام تراذیر آنکہ دے صلی

اے مسلمان یقین سے جان کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ رہے ہیں

اللہ علیہ وسلم متصف است بصفات
 اللہ تعالیٰ ویکے از صفات الہی
 آتست تا جلیس من ذکر فی۔

(مدارج النبوة: ۲۶۰)

میرے کلام کو سن رہے ہیں کیونکہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات
 کے مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات
 میں سے ایک اللہ کی صفت یہ بھی ہے
 جو شخص اللہ کو یاد کرے اللہ اس کے
 پاس ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 اس صفت ربی کے مظہر ہیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی شخص یاد کرے حضور اس کے پاس حاضر و
 موجود ہوتے ہیں۔ کروڑوں لاکھوں غلام یاد کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس
 کروڑ جگہ لاکھ مکان میں ہوں گے۔

فقیر نے اب تک دلائل کثیرہ نقلیہ عقلیہ اجلہ محدثینہ محققینہ ،
 مفسرینہ ، فقہاء ، اولیاء ، اقلیاء ، اصفیاء ، اقطاب ابدالہ
 افراد ، اوتاد ، اغواث کے تصریحات نقلہ کیے ہیں انہ کے
 کتب مبارکہ سے جس عقیدے پر اتنے بڑے بڑے اکابرین امت
 کا اجماع ہوا ہے کو آج شرک کفر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اکابرین
 محدثین مفسرین اولیاء کا طبع ہی معاذ اللہ کافر
 مشرک ہوئے ہیں۔ حاضر و ناظر کا عقیدہ نہیں نہیں ، بلکہ
 دیوبندی و ہابیہ مذہب کے ابتداء سے سینکڑوں سال پہلے
 کا عقیدہ ہے — تمام اہل سنت اہل حق کا عقیدہ صحابہ
 کا عقیدہ تابعین تبع تابعین کا عقیدہ تمام محققین امت کا عقیدہ
 ہے جیسا کہ ان کے تصریحات ان کے فتاویٰ کا اوپر بیان
 ہو چکا ہے۔



حکیم محمد اسلم شاہین قادری عطاری

کی مشہور و معروف مستند اور خوبصورت کتب

سنتِ آدم کی کتب
مدرسہ انسانیہ کے مولانا محمد اسلم شاہین قادری عطاری
فوائد پر جامع کتاب
طلبہ جمعیۃ اسلامیہ علم کی روشنی میں خجلاہ مدرسہ کے علاج کا بیان



اسلام اور طب کی روشنی میں بے شمار حقائق اور لمبی حکایت
کے انسداد اور دعائیہ اسرار کے علاج کے بے مثال حقیقت



گناہوں کا علاج



اسلام اور طب کی روشنی میں خجلاہ مدرسہ کے علاج کا بیان
راہِ نمائندہ و نمایاب کتاب
مدرسہ انسانیہ کے مولانا محمد اسلم شاہین قادری عطاری کے خوبصورت تحفہ

شادی مبارک

بے شمار حقائق اور لمبی حکایت
کے انسداد اور دعائیہ اسرار کے علاج کے بے مثال حقیقت
مدرسہ انسانیہ کے مولانا محمد اسلم شاہین قادری عطاری کے خوبصورت تحفہ

فیضانِ طیبِ نبوی



نوریہ رضویہ پبلیکیشنز